SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, October 04, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل اؤنبئکم بخیر من ذٰلکم- للذین اتقوا عند ربھم جنّٰت
تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا و ازواج مطھرۃ و رضوان
من اللّٰہ و اللّٰہ بصیر بالعبادO الذین یقولون ربنا اننا امنا
فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النارO

ترجمہ: شروع اللہ(خالق و مالک) کے نام سے جو(عام) بخشش والا(خاص) مہربان ہے۔

کہو میں تمہیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کیا ہے؟ جو لوگ تقوٰی کی روش اختیار کریں ان کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں' جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں انہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو گی' پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے۔ اللہ اپنے بندوں کے رویے پر گہری نظر رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ "مالک' ہم ایمان لائے' ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں آتش دوزخ سے بچالے"

Mr. Chairman: Leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : قاضی محمد انور صاحب ناسازی طبع کی بناء پر یکم اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سیف الرحمٰن صاحب ۹۷ ویں اجلاس سے لے کر ۱۰۲ ویں اجلاس تک شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : ساجد میر صاحب ناسازی طبع کی بناء پر مورخہ ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : منصور احمد خان لغاری صاحب ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سیف اللہ خان پراچہ صاحب ناسازی طبع کی بناء پر مورخہ ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : افضل لون صاحب نے بعض سرکاری مصروفیات کی بناء پر آج ۴ اکتوبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سرانجام خان زمیندار نے ذاتی وجوہات کی بناء پر آج مورخہ ۴ اکتوبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : اچھا جی۔ پوائنٹ آف آرڈر پہلے لے لیں یا مصطفیٰ کمال رضوی صاحب کی Privilege Motion پہلے لے لیں؟

میاں رضا ربانی: پہلے موشن لے لیں۔

جناب چیئرمین: O.K. جی۔ مصطفیٰ کمال رضوی صاحب آپ کا Privilege Motion

PRIVILEGE MOTION

Re: MISBEHAVE BY THE POLICE AGAINST A SENATOR.

جناب مصطفیٰ کمال رضوی : شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں نے privilege motion move کیا تھا۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے اس کو take up کیا ہے۔ This is an incident which took place on 29th of September. اس وقت ملتان میں GDA کی میٹنگ تھی۔ میں اس ریلی کے لئے گیا ہوا تھا۔ جناب رات کی تاریکی میں چوہدری اسلم، جو ناظم آباد کے DSP ہیں اور ان کے ساتھ ایک اور صاحب تھے۔ اس کے پاس white civic گاڑی تھی۔ اس میں وہ رات کے ایک بجے میرے گھر تشریف لائے۔ گھر میں آ کر وہ باقاعدہ نوکروں کو گھسیٹ کر باہر لے آئے۔ انہوں نے میرے بارے میں دریافت کیا کہ میرے where abouts کیا ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جہاں میں تھا انہوں نے وہی جواب دیا کہ I am not in Karachi. I had left for Multan. تو انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے، انہوں نے کہا کہ وہ بھاگ گیا ہے۔ اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے کے بعد انہوں نے باقاعدہ مجھے گالیاں دیں۔ گالیوں میں انہوں نے جو الفاظ

استعمال کئے، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے because being a member of this august House. چیئرمین صاحب! یہ ایسی situation ہے کہ جہاں پر اگر آپ اپنے democratic rights, privilege as a parliamentarian استعمال کرنا چاہیں تو اس کے لئے باقاعدہ دھمکی دی جاتی ہے اور گھروں پر آکر دھمکایا جاتا ہے کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ فلاں فلاں نقصانات ان کو برداشت کرنے ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جو موشن آپ نے پیش کیا ہے وہ پڑھ بھی دیں۔

جناب کمال مصطفیٰ رضوی۔ جناب والا! اس وقت تو I don't have the copy with me.

Mr. Chairman: Well, I just read it for you.

انہوں نے یہ motion move کیا ہے جی کہ the normal proceedings of the House be adjourned وہ تو privilege motion کی صرف language غلط ہے۔ to discuss a matter of recent occurrence and urgent nature involving a breach of my privilege:

"Last night on the 29th of September, 1999, a DSP namely, Ch. Aslam, DSP Nazimabad visited my home at Karachi, abused my family members, misbehaved and threatened them."

یہ ہے جی بہر حال وہ تو technical بات ہے ناں جی۔ Let me see as to what is the government's point of view on it?

Mr. Mustapha Kamal Rizvi: What I want to do, Mr. Chairman, the government's point of view

کے آنے سے پہلے میں یہ جتانا چاہوں گا، کہنا چاہوں گا کہ Mr. Chairman, a person of ranking of a DSP who is from Nazimabad comes to my house and at 1.00 AM in the morning threatens my family members میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت وقت یہ سلسلہ جس طرف لے کر جانا چاہتی ہے یا جو بھی یہ کرنا چاہ رہے ہیں اس قسم کے اقدامات جو ہیں وہ Mr. Chairman, resentment پیدا کرتے ہیں۔ It is not a good policy. I think, whatever دیکھیں ناں democracy prevails in our country today جتنی بھی ہے، جو کچھ بھی ہے۔ مگر

اس قسم کے اقدامات کر کے اگر یہ دکھانا چاہ رہے ہیں کہ this is the kind of democracy we have in our country then it is shame for democracy itself, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: O.K.

جناب مصطفیٰ کمال رضوی۔ اور میں چاہ رہا ہوں کہ حکومت اس قسم کے اقدامات کا نوٹس لے اور اس قسم کے حربوں کو روکے and I think whatever has to be done, has to be done in this august House.

Mr. Chairman: Right.

کیوں جی وٹو صاحب۔ دیکھیں ناں! رات کے ایک بجے ایک معزز سینیٹر کے گھر میں جانا' اس کے بچے ہیں' بیوی ہے' گھر میں داخل ہونا' یہ تو بڑی نامناسب بات ہے۔ In fact, کوئی بھی شہری ہو۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں عرض کرتا ہوں۔ وزیر داخلہ صاحب ایک ضروری meeting میں اس وقت لاہور میں ہیں اور وہ یہاں نہیں آسکے لیکن انہوں نے مجھے file بھجوائی ہے۔ اس فائل کے مطابق جو صورت حال سندھ گورنمنٹ نے بتائی ہے that is quite different. جناب ان کی یہ رپورٹ آئی ہے۔

As per report received from Government of Sindh, Ch. Muhammad Aslam, DSP did not conduct any raid at the residence of the honourable Senator. Hence the question of misbehaviour, abusing family members of the honourable Senator....

(interruption)

Mr. Chairman: Please Zahid Khan, I am listening to a very serious matter. Don't make a joke of everything. It is a very serious matter. Please sit down.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Hence the question of misbehaviour, abusing family members of the honourable Senator does not arise.

جناب چیئرمین۔ دیکھیں جی! وٹو صاحب at this moment I have the version given to me by an honourable Senator. You

have the version given by the Government of Sindh and rather for the time being, *prima facie*, I believe the version given by the honourable Senator, therefore, I am holding this to be in order and send it to the Privileges Committee and let the Committee decide which is the correct version. Yes, please Jalib Sahib point of order.

جناب حبیب جالب بلوچ - جناب چیئرمین! میرا point of order اس لئے بھی زیادہ relevant ہو گا۔

جناب چیئرمین - اب point of order براہ مہربانی مختصر رکھیں کیونکہ اب ten minutes to seven پر شروع کیا ہے twenty plus seven I will finish it.

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب میں صرف تین منٹ لوں گا۔

Mr. Chairman: I am telling everybody

تاکہ سب کو پتا ہو کہ جی میں نے یہ وقت لینا ہے۔

POINT OF ORDER

Re: INFLICTING HEAVY FINANCIAL LOSSES TO GROWERS BY LOWERING THE PRICES OF EVERY PRODUCE BY THE GOVERNMENT

جناب حبیب جالب بلوچ - جناب یہ اس لئے زیادہ relevant ہوگا کہ Federal Minister for Food and Agriculture بھی تشریف فرما ہیں۔ یہ مسئلہ اس طرح سے ہے کہ بلوچستان کے اندر دو تین مرتبہ پورے roads block کئے گئے اور بلوچستان کے زمیندار احتجاج کر رہے تھے تو میں خود وہاں گیا لوگوں سے کافی request کی کہ وہ roads کھولیں تو ان کے جو اہم مطالبات تھے جناب چیئرمین! وہ یہ تھے کہ بلوچستان میں اس وقت تقریباً آٹھ ٹن پیاز کی پیداوار ہوئی ہے اور منڈی میں اس کی قیمت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کھیتوں میں گل سڑ رہا ہے

اور حکومت PASCO کے ذریعے سے پیاز کی قیمت دس روپے فی کلو گرام ابھی تک یقینی نہیں بنا سکی۔ یعنی گورنمنٹ کے پاس PASCO موجود ہے اس کے علاوہ ہمارے fruit growers ہیں اور دلچسپ بات ہے کہ یہ Federal Minister Sahib بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! ایسا تھا کہ باہر سے وہ چیزیں جو اس ملک کے اندر پیدا ہوتی ہیں جس سے لوگوں کو کافی فائدہ ہے اور ہمیں زر مبادلہ بھی نہیں دینا پڑتا ہے۔ لیکن وہی چیزیں جو ملک میں پیدا ہوتی ہیں باہر سے منگوائی جاتی ہیں۔ مثلاً پیاز خصوصاً باہر سے منگوایا جاتا ہے۔ پھل باہر سے منگوایا جاتا ہے۔ جب کہ ہمارے ہاں وافر مقدار میں' آٹھ لاکھ ٹن ہم جو پیاز پیدا کرتے ہیں تو کیوں حکومت ان کی قیمت مقرر نہیں کرتی ہے' کیوں نہیں حکومت بیرونی ممالک کے ساتھ کوئی ایسے معاہدے کرتی ہے کہ یہاں سے پیاز اٹھا کر direct وہاں بھیج دے اور اس سے حکومت خود زر مبادلہ کمائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کپاس اور چاول کی جو صورتحال سندھ اور بلوچستان کے کچھ علاقوں میں ہوئی ہے وہ رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔ مثلاً ایک جریب زمین میں ایک ہاری پندرہ سو روپے کے اخراجات مختلف مد میں کرتا ہے' دواؤں کی مد میں' یوریا کی مد میں اور دوسری مدات میں پندرہ سو روپے کے اخراجات کرتا ہے اور اٹھارہ سو روپے ایک جریب کے ملتے ہیں۔ صرف تین سو روپے بچتے ہیں' وہ بھی انہیں آدھے آدھے کرنے پڑتے ہیں' ہاری اور وڈیرے کے درمیان آدھے آدھے ہوتے ہیں۔ انہوں نے چاول کی قیمتیں گرائی ہیں۔ وہ پہلے 325/= روپے تھی' اب انہوں نے 160/= اور 190/= روپے کر دی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ہاری اور زمیندار جب اپنی زمین میں چاول کاشت کرتا ہے تو وہ سیم اور تھور زدہ ہوتی جاتی ہے' وہ زمین تباہ ہو جاتی ہے' اس کے باوجود وہ چاول کاشت کرتے ہیں۔ بیرون ملک میں نے دیکھا ہے کہ بہترین چاول پاکستان کے جاتے ہیں تو کیوں نہ گورنمنٹ آف پاکستان ان کے لئے ایک ریٹ مقرر کرے' وضع کرے اور بلوچستان کے لئے پیاز کے ریٹ مقرر کرے اور اسی طرح سندھ اور بلوچستان کے علاقوں میں چاول اور کاٹن کے ریٹ مقرر کرے۔

جناب چیئرمین! کاٹن میں بھی تباہی ہوئی ہے کہ ان کی قیمتیں گری ہیں' روئی پروسیسنگ پلانٹ ہونا چاہیئے' Export Promotion Bureau موجود ہے لیکن انہوں نے ہمارے لوگوں کے ساتھ زیادتی کی ہے اور لوگوں نے تین چار مرتبہ roads block کئے ہیں۔ میں نے جا کر اپنی طرف سے انہیں یقین دہانی کرائی ہے کہ سینٹ میں یہ مسئلہ اٹھے گا' سینٹ میں تمام اپوزیشن

بشمول ہماری treasury bench ایک منٹ کے لئے آپ کی خاطر walk out کریں گے، لہذا، آپ روڈ کھول دیں۔ انہوں نے اس یقین دہانی پر روڈ کھول دی۔ لہذا، میں سب سے request کروں گا کہ کم از کم ایک منٹ کے لئے سب احتجاج کریں۔ پیاز کی سب کو ضرورت ہے۔ اگر آپ لوگوں کو پیاز نہیں کھلائیں گے تو ناخن گرنے شروع ہوجائیں گے، یہ میڈیکل کی بات ہے۔ اسی طرح کاٹن اور چاول جو ہماری بڑی فصل ہے، اس میں بھی انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہی میرا point of order تھا۔

جناب چیئرمین۔ حئی صاحب! آپ بھی اسی مسئلے پر بولنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب! یہ ایک عوامی نوعیت کا مسئلہ ہے۔ ہم لوگ جب عوام میں جاتے ہیں تو وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اس مسئلے کو اٹھائیں گے۔ اس لئے آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں ورنہ تو جو انہوں نے بات کی ہے وہی کافی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ نہ صرف بلوچستان کا پیاز، فروٹ، میوہ یا کھجور برباد ہو رہی ہے اور ٹنوں کے حساب سے ہو رہی ہے بلکہ آپ کی جو major foreign exchange earning crops ہیں جیسے کپاس ہے، وہ بھی برباد ہو رہی ہے، گنا برباد ہو رہا ہے، کئی سالوں سے لوگ پیٹ رہے ہیں اور ان کو معاوضہ نہیں مل رہا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ چاول کا بھی یہی حال ہے۔ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ اس ملک میں سب industries ہیں، new industrialization تو ہو نہیں رہی، sick industry بھی اپنی جگہ ہے۔ پھر آپ کے پاس ایک ہی شعبہ ہے اور وہ ہے زراعت کا، اس میں بھی ہم لوگ یہاں تک کمزور ہیں کہ باہر سے منگواتے ہیں اور اربوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ جب اپنی پیداوار آتی ہے تو اس کو ہم پوچھتے نہیں ہیں اور وہ گل سڑ جاتی ہے۔ لوگ اگر ہڑتال اور روڈ بلاک کرتے ہیں تو وہ مجبوری سے کرتے ہیں۔ پیاز بلوچستان کا سب سے بڑا item ہے فروٹ اور میوہ کے بعد۔ کھجور کے بعد یہ ہزارہا ٹن پیدا ہوتا ہے، اب اگر اس کو کوئی خریدنے والا نہ ہو تو کیا حال ہو گا، اس کو preserve بھی نہیں کیا جا سکتا، بیچارے عام لوگ ہیں، پھر آجکل کھاد کا خرچہ ہے، دوسرا خرچہ ہے، بار بار لوگ ہڑتال کرتے ہیں۔ اس نوبت تک ہم کیوں پہنچتے ہیں؟ حکومت ایک ایسی پالیسی بنائے کہ ان کو مناسب قیمت دے، بین الاقوامی طور پر منڈی تلاش کرے۔ خوراک کی

چیزوں کا تو ساری دنیا کے ساتھ ردوبدل کیا جا سکتا ہے' جیسے ہم منگواتے ہیں تودوسرے بھی ہمارے ملک سے منگوا سکتے ہیں۔

چاول ہماری اچھی خاصی cash crop ہے' کپاس cash crop ہے' پیاز بھی cash crop ہے' اپنے ملک میں اس کی ضرورت پوری کریں اور فاضل باہر بھیجیں۔ جناب والا! یہ توجہ طلب ہے اور ہمارے ہاں مشکل یہ ہے کہ یہ سب بجلی سے پیدا ہوتا ہے۔ ہمارا جو پیاز والا علاقہ ہے وہ سرد علاقہ ہے' منگچر' قلات' پشین سب علاقہ بجلی پر ہے ۔ آپ یقین کریں کہ یہ جھگڑا ہمیشہ واپڈا اور زمینداروں کے درمیان رہتا ہے۔ جب زمینداروں سے کہتے ہیں کہ بل ادا کریں تو وہ اپنا رونا روتے ہین کہ جناب! یہ ہماری پیداوار ہے ' نہ اس کو آپ کہیں پہنچاتے ہیں اور نہ ہمیں آمدنی ہوتی ہے۔ خرچ کر کر کے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمارا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ ہماری بجلی صحیح نہیں ہے' tripping ہوتی ہے' لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ پھر ہمارے ہاں بجلی کی پاور بہت کم اور ناقص ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ 11000 KV کی لائن کو 700 کلومیٹر تک کھینچ کر لے جاتے ہیں تو آگے بلب بھی نہیں جلتا۔ اتنا خرچ کرنے کے بعد دیکھئے کہ بجلی کتنی مہنگی ہے ۔ عام آدمی کو بھی بارہ سو کا بل دیتے ہیں ۔ اس حوالے سے ہماری گزارش ہوگی کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے' تمام دوست اس مسئلے پر بات کریں اور حکومت بھی اس پر توجہ دے ۔

جناب چیئرمین: جناب مولانا صاحب! آپ بھی مختصراً بات کریں۔ آپ کی بات ہوگئی ہے' پہلے ان کی بات سن لیں ۔

حافظ فضل محمد: جناب چیئرمین! میں بہت ہی مختصراً ایک منٹ کے اندر اندر اس مسئلے پر بات کروں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کل منڈیوں میں جو قیمت پیاز کی مل رہی ہے' عام زمیندار اس کے لئے تیار ہے کہ ہم نے پیاز پر جو خرچہ کیا ہے اس کے مطابق کوئی قیمت ادا کرے۔ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ ابھی تو گھر سے دے رہے ہیں۔ جتنے زمیندار ہیں وہ اپنے گھر سے نقصان پر دے رہے ہیں ۔ جناب! جو خالی بوری ہے' جس میں پیاز بھرتے ہیں' وہ اس وقت 40, 45 روپے کی خریدتے ہیں ۔ رسی جس سے اس کا منہ باندھتے ہیں وہ پانچ روپے کی ملتی ہے۔ دو روپے اٹھانے کے لئے اور دو روپے ٹرک سے گرانے کے لئے دیتے ہیں۔ پھر کمیشن ہے۔ ان کے کھاد اور دوسری چیزوں کے اخراجات اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ اس وقت سارے

زمیندار حقیقتاً زمینداری سے بیزار ہیں ۔ ان کو کوئی بندہ نہیں مل رہا ہے جو پیاز کو اس قیمت پہ خریدے جو انہوں نے اس پہ خرچ کی ہے ۔اگر چینی کے لئے ہندوستان کا راستہ کھل سکتا ہے، اسے وہاں بیچ سکتے ہیں تو پیاز کے لئے بھی راستہ کھول دیں۔ میاں صاحب! اس کے لئے بھی کوئی طریقہ تلاش کرلیں۔ یہ حقیقت ہے کہ پورے بلوچستان کا دارومدار اسی چیز پہ ہے ۔ لہذا، ہمارے ساتھیوں نے جو point raise کیا ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں اور حکومت سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی راہ تلاش کرے۔

جناب چیئرمین: اکرم شاہ صاحب! مختصراً آپ بھی بیان فرمائیں۔ Anybody else on this issue. زاہد خان! آپ بھی اس پہ بولیں گے ۔ پہلے اس کو ختم کرلیں پھر وہ لے لیں گے۔ اکرم شاہ خان صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان: جناب چیئرمین! جیسے گندم، کپاس اور چاول وغیرہ کی کسانوں سے خریداری کا بندوبست کرتے ہیں اسی طرح پیاز کی بھی خریداری ہونی چاہیئے۔ پیاز چونکہ ہمارے علاقے کی بڑی پیداوار ہے اور کسان بیچارے اس کو رکھ نہیں سکتے تو ہم یہ گزارش کریں گے اپنے وزیر خوراک و زراعت صاحب سے کہ وہ پیاز کی خریداری کا کوئی بندوبست کریں ورنہ تباہی ہے۔ ہماری نقد آور فصل پیاز کی ہے اور اس سال زمینداروں کی جو حالت ہو رہی ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے۔ نہ تو وہ اپنے بجلی کے بل ادا کرسکیں گے نہ کچھ ہوسکے گا اور پھر جو جھگڑا شروع ہوگا وہ گندم کی بوائی اور باقی فصلوں پہ بھی اثرانداز ہوگا ۔ تو ہماری یہ گزارش ہے کہ حکومت جیسے گندم خریدتی ہے، کپاس خریدتی ہے، چاول خریدتی ہے، گنا خریدتی ہے، ان کے نرخ مقرر کرتی ہے اسی طرح پیاز کے لئے بھی کوئی نرخ مقرر کرے جس سے زمینداروں کو بچت ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سیف اللہ پراچہ صاحب! you want to say something. پہلے یہ issue ختم کرلیں پھر دوسرے پہ آتے ہیں ۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ: بلوچستان میں پیاز کا مسئلہ آج سے نہیں ہے، یہ کئی سالوں سے چل رہا ہے۔ ایک سال ایسا آتا ہے کہ پیاز کی فصل زمین میں ہی سڑ جاتی ہے ۔ زمیندار اس کو نکال نہیں سکتا ۔ پھر ایک ایسا سال آتا ہے کہ قیمتیں آسمان تک چلی جاتی ہیں ۔

اس کا واحد علاج یہ ہے کہ dehydration plant لگایا جائے جس کے متعلق کئی سالوں سے ہم سنتے آئے ہیں. کہ جب پیاز کی قیمتیں کم ہوں گی تو حکومت پیاز کو لے لے گی اور dehydrate کرے گی اور powder form یا کسی دوسری فارم میں پبلک کو بیچے گی ۔ اس منصوبے پر وزیر صاحب غور کریں تو بڑا اچھا ہو گا۔

جناب چیئرمین ، جی منسٹر صاحب۔ پہلے ایک مسئلہ حل کرلیں پھر اس کو دیکھیں گے۔ لالیکا صاحب۔

جناب عبدالستار لالیکا۔ جناب چیئرمین! میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت کی زراعت دوست پالیسیوں کی وجہ سے اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف کپاس بلکہ پیاز اور چاول کی فصل ہمارے target سے زیادہ ہوئی ہے ۔ جہاں تک بلوچستان میں پیاز کی پیداوار کا تعلق ہے تو پچھلے سال پیاز کی پیداوار تین لاکھ آٹھ ہزار ٹن ہوئی اور کسانوں کو اس کی بہت اچھی قیمت ملی۔ اس سال متوقع ہے کہ وہاں پانچ لاکھ ٹن پیاز کی فصل ہو۔ وزیراعظم پاکستان کا یہ حکم ہے کہ کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی مناسب قیمتیں یقینی بنائی جائیں ۔ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ بلوچستان جناب جمالی صاحب نے بھی میرے ساتھ بات کی تھی تو ہم نے دو دن پہلے۔ میں آپ کے توسط سے چاہوں گا کہ اگر یہ print media اور electronic media کے لوگ اس بات کو ذرا coverage دے دیں تو کاشتکاروں کا ذرا فائدہ ہو جائے گا کہ، ہم نے دو دن پہلے وزیر اعظم پاکستان کے حکم کے اوپر بلوچستان کے اندر چھ جگہوں پر پاسکو کے procurement centre کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ قلات ، مستونگ، نوشکی ، چاغی ، قلعہ سیف اللہ اور پشین میں جہاں کاشتکاروں سے ان کا پیاز اسی جگہ پر خریدا جائے گا ۔ نہ انھیں بوری کی قیمت ادا کرنی ہو گی ، نہ انھیں کسی قسم کی مزدوری ادا کرنی ہو گی۔ ان کی جو پیاز ہے اس کی قیمت انھیں وہیں پر ادا کر دی جائے گی ۔

جناب والا! ایک اور گزارش ہے کہ ہمارا ایک ادارہ ہے جسے Agriculture Prices Commission کہتے ہیں ۔ Agriculture Prices Commission میں چاروں صوبائی حکومتوں کی نمائندگی ہوتی ہے اور وہاں ہر crop کی support price fix کی جاتی ہے اور پیاز کے لئے جو وہاں support price fix کی گئی ہے وہ 350 روپے فی 100 KG ہے ، اس میں نہ تو زمیندار کو

بوری کا خرچہ دینا پڑے گا ، نہ ہی زمیندار کو کسی بار برداری کا خرچہ دینے پڑے گا ۔ اس قیمت کے اوپر پاسکو ان سے procure کرے گی۔

جناب والا! چاول کی بات کی گئی اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے موجودہ حکومت کی زراعت دوست پالیسیوں کی وجہ سے اس سال چاول کی فصل بھی بہت اچھی ہوئی ہے اور حکومت نے target fix کیا ہے کہ اس سال ایک بلین ڈالر چاول کی export کی جائے گی اور جس قسم کی فصل ہے امید ہے کہ ہم ایک بلین ڈالر کے target سے اپنی export میں بڑھ جائیں ۔ عالمی منڈی میں پاکستان کا جو چاول ہے اس کی قیمتیں بہتر ہوئی ہیں۔ ماضی کے اندر ماضی کی حکومتوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے RECP بنا دی گئی جس سے عالمی منڈی میں پاکستانی چاول کو بہت نقصان پہنچا۔ اب اس وقت گورنمنٹ کی private export کی جو پالیسی ہے اس کے تحت ہمارا جو باسمتی چاول ہے وہ عالمی منڈی میں انڈین چاول سے بہتر قیمتیں لا رہا ہے ۔ امید ہے کہ اچھی export سے ہمارے چاول کے کاشتکاروں کو بہتر قیمتیں ملیں گی۔ یہ ماضی میں بھی ہوتا رہا ہے، اگر ہم نے یہ محسوس کیا کہ کہیں IRRI-6 یا باسمتی چاول کی یا super fine کی قیمتیں minimum support price سے کم آئی ہیں تو ہم اسی طریقے سے وہاں intervene کریں گے جیسے کہ ہم نے دوسری فصلوں کے معاملے میں intervene کیا ہے۔ بڑی مہربانی ۔

جناب چیئرمین۔ جی چانڈیو صاحب۔

جناب غلام قادر چانڈیو۔جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ میں ایک ایسی بات پر ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ، ویسے تو اس حکومت نے پورے ملک کو ٹھیک ٹھاک کیا ہوا ہے مگر ڈی سی سانگھڑ کے دفتر کا اسسٹنٹ جس کا نام مشتاق علی چانڈیو ہے جس نے خودسوزی کی ہے اور خود سوزی کی وجہ کیا ہے وہ وجہ یہ ہے کہ اس کا قصور یہ تھا کہ حکومت کی زمین پڑی ہوئی تھی۔ ڈی سی ، دوسرے ڈسٹرکٹ کے افسران اور وہاں کی مسلم لیگ کے عہدہ داران مل کر اس سرکاری زمین کو ہڑپ کرنا چاہ رہے تھے اور اس نے اس کی نشاندہی کی۔ اس کی وجہ سے ڈی سی سانگھڑ نے اس غریب اسسٹنٹ کی تنخواہ بند کردی۔ آٹھ مہینے تک اس کی تنخواہ بند رہی اور وہ بیچارہ روزانہ ڈی سی کے دفتر کے چکر لگاتا رہا مگر اس کو تنخواہ نہیں ملی۔ اس کے بچے جو

اسکول جاتے تھے ان کو بھی اس وجہ سے نکالا گیا کہ آپ ان کی فیس ادا نہیں کر رہے۔ ابھی وہ سانگھڑ میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ میں ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وزیر صاحب اس بارے میں کوئی investigation کرائیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے اور اس غریب کو کم از کم اس کی تنخواہ تو ملے کیونکہ اب اور تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا ' وہ اپنا علاج تو کروا سکے۔

جناب میرا دوسرا point جو کہ بہت ہی معمولی ہے وہ یہ ہے کہ اکثر تو ہم یہاں چیختے رہتے ہیں' میں یہ بات صرف یہاں ریکارڈ پر لانے کے لئے کہہ رہا ہوں۔ میں نے پہلے بھی یہاں پر ایک بات کی تھی کہ خاص طور پر میرے ڈسٹرکٹ نواب شاہ میں political victimization زیادہ ہو رہی ہے اور آپ نے اس سلسلے میں کہا تھا کہ آپ راجہ صاحب کو written میں دے دیں اور میں نے ان کو written میں دیا بھی تھا لیکن اس کا کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ الٹا یہ ہوا کہ وہاں کے جو ہمارے پیپلز پارٹی کے لیڈرز ہیں ان پر حملے ہوتے رہے اور تقریباً پانچ' دس دن پہلے سید مقبول شاہ صاحب ہیں ' پیپلز پارٹی کے مقامی لیڈر ہیں ان کے بھتیجے کو مسلم لیگ کے آدمیوں نے قاضی احمد شہر میں قتل کردیا۔ میں نے اس سلسلے میں ڈی سی سے بات کی' میں نے ایس پی سے بات کی کہ چار بندے ہیں' ان چاروں کو پکڑا جائے لیکن آج تک صرف دو بندے پکڑے گئے اور دو نہیں پکڑے گئے اور میں یہ ایوان کو بات بتاؤں کہ ایس ایس پی نواب شاہ کو بھی ٹرانسفر صرف اس وجہ سے کیا گیا کہ اس نے pressurise کیا کہ باقی دو جو افراد بچے ہیں ان کو گرفتار کیا جائے مگر وہ نہیں ہوسکے اور اسی دن چیف منسٹر ہاؤس میں وہاں کے MNAs اور MPAs نے بیٹھ کر اس ایس ایس پی کی ٹرانسفر کرائی۔ میرا اس ایوان سے یہ مطالبہ ہے کہ کچھ اور نہیں تو کم از کم باقی جو دو افراد گرفتار ہونے سے بچ گئے ہیں ان کو گرفتار کیا جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی جناب وٹو صاحب یہ ذرا نوٹ کرلیں ان کی جو دو شکایات ہیں۔

میاں محمد یسین خان وٹو، جی جناب بہت بہتر۔ میں ان کی شکایات آگے پہنچا دوں گا۔

جناب چیئرمین، جی جناب جواد ہادی صاحب۔

سید محمد جواد ہادی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب سب سے پہلے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ گزشتہ دنوں میں جو بے گناہ انسان اور مسلمان اس ملک میں قتل ہوئے ان سب کے لئے ایک دعا کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی جناب دعا کی جائے۔

(اس موقع پر دعائے مغفرت پڑھی گئی)

ADJOURNMENT MOTION

RE: DANGEROUS LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY

سید محمد جواد ہادی: جناب چیئرمین صاحب! اس ایوان میں بہت بڑے اور اہم مسائل کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ہمارے بلوچستان کے دوستوں نے پیاز کی قیمت کے گرنے پر اظہار تشویش کیا ہے۔ یہ ایک بجا اظہار تشویش ہے۔ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیاز پھر بھی انسانوں سے بہتر ہے اور خوش قسمت ہے اس ملک میں کہ ان کی پھر بھی کوئی قیمت ہے۔ اس ملک میں انسانوں کی تو بالکل قیمت ہی نہیں رہی۔ گزشتہ چند دنوں میں جس بیدردی سے اور جس غیر انسانی اور غیر اسلامی انداز سے اس ملک کے باشندوں کا خون بہایا گیا ہے' اس پر ہم نے اس سے پہلے بھی یہاں پر فریاد کی لیکن یہ فریاد ہمیشہ صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! اب ثابت ہوگیا کہ وہ فورس جو اس ملک کے شہریوں کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے وہ فورس بھی محفوظ نہیں ہے۔ دیگر شہریوں کی جان کی تو ویسے بھی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں پشاور میں ایک ڈی آئی جی صاحب کا بھی جس طریقہ سے قتل ہوا۔ اس قتل سے پورے ملک میں ایک خوف اور دہشت کی لہر پھیل گئی ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر رہا تھا کہ اس ملک میں کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ یہ بھی عرض کر رہا ہوں کہ اس ملک میں دہشت گردوں کے خوف کی ایک فضا بنی ہوئی ہے وزیراعظم سے لے کر وزیراعلیٰ تک اور پولیس فورس تک سب خوف زدہ ہیں کیونکہ دہشت گرد اتنے طاقت ور ہوگئے ہیں کہ ان کے ہاتھ ابھی وزیراعظم کے گریبان تک بھی پہنچ گئے جب رائے ونڈ روڈ پر ان کو قتل کرنے کے لئے بم کا دھماکہ کرایا گیا۔ بڑے بڑے افسر اور انتظامیہ کے آفیسر بھی محفوظ نہیں ہیں۔ کمشنر لیول

اور ڈپٹی کمشنر کے لیول کے لوگ قتل ہوئے۔ اور تو اور وزیر داخلہ کا خاندان بھی محفوظ نہیں ہے۔ وزیر داخلہ کے خاندان کا فرد ایس ایس پی قتل ہوا۔ گزشتہ دنوں ڈی آئی جی بھی قتل ہوا۔ اس خوفزدگی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ڈی آئی جی کے ساتھ جو گارڈ تھا اس نے اپنے باس کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا اور ایک گولی بھی نہیں چلائی۔ اسی طریقے سے چند دن پہلے گوجرانوالہ میں اعجاز حسین رسول نگری کے ساتھ ایک گن مین تھا پولیس کا اس نے جب دیکھا کہ قاتل اعجاز رسول نگری کو قتل کر رہے ہیں تو اس نے بڑی مشکل سے سیٹ کے اندر لیٹ کر اپنی جان بچائی - یہ ہے خوف کا عالم۔

اس ملک میں لوگ خوف زدہ کیوں نہ ہوں کیونکہ رسمی طور پر جو ہماری مسلح فوج ہے اس کے مقابلے میں کئی گناہ زیادہ مسلح فورسز اور ہیں۔ لشکر کے لشکر اس ملک میں بنے ہوئے ہیں، فلاں لشکر ہے، فلاں لشکر ہے۔ سپاہ کے سپاہ بنے ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی بجائے لشکرستان بنا ہوا ہے۔ ہر جگہ آپ کو لشکروں کی ایڈورٹائزمنٹ نظر آئیں گے۔ بینر نظر آئیں گے۔ کشمیر کے جہاد کے نام سے، افغانستان کے جہاد کے نام سے، جتنے مفسد عناصر ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ جو جہادی تنظیمیں ہیں ان کے مقاصد برے ہیں لیکن مفسد عناصر، دہشت گرد عناصر ان تنظیموں میں ان لشکروں میں گھس گئے ہیں اور وہ جہاد کشمیر کے نام پر اسلحہ اور ٹریننگ حاصل کر کے اس کا تجربہ اس ملک میں کراتے ہیں۔

جناب وزیر اعظم صاحب! عملی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی شخص بھی محفوظ نہیں ہے اور حکومت کوشش کرنے کے باوجود بھی اس ملک کے شہریوں کو تحفظ فراہم نہیں کر سکی۔ لہذا میں اس ایوان میں اس ادارے سے جو واحد ادارہ ہے جس کی طرف نظریں اٹھتی ہیں جو اس ملک کو بچا سکتا ہے وہ فوج ہے ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے اس ملک کے شہریوں کو تحفظ فراہم کرے کیونکہ فوج اس لئے بنائی گئی ہے کہ وہ اس ملک کو بچائے۔ آج اس ملک کو بیرونی دشمن کی بجائے اندرونی دشمن سے خطرہ لاحق ہے۔ اگر یہ سلسلہ روکا نہ گیا تو اس ملک میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہوگی اور اس بات کا خطرہ ہے کہ دشمن جو اس ملک کی سلامتی کے درپے ہے وہ بیرونی ایجنٹوں کے ذریعے سے بدقسمتی سے مذہب کے نام پر یہ قتل و غارت کر رہے ہیں اس ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ لہذا میں حکومت سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اگر پاکستان کے شہریوں کی حفاظت کی ان کو فکر نہیں ہے تو کم از کم

اپنی پولیس کی حفاظت کے لئے وہ فوج سے مدد لے اور امن و امان کے مسئلے کے لئے فوج سے مدد طلب کرے۔ ہم اس وقت انتہائی کرب سے گزر رہے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں گے جن کے گھروں میں دو دو تین تین آدمی قتل ہو رہے ہیں' دینی مدارس پر حملہ ہو رہا ہے' مساجد پر حملہ ہو رہا ہے۔ امام بارگاہوں پر ہو رہا ہے۔ تاجروں پہ ہو رہا ہے' کوئی محفوظ نہیں ہے ان کی کیا حالت ہو گی۔

جناب چیئرمین! یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر لوگ مایوس ہوگئے اس مسلح فورس سے' پولیس سے بھی مایوس ہوگئے اور فوج سے بھی مایوس ہوگئے کہ ان کو اس ملک کے شہریوں کی حفاظت کا کوئی خیال نہیں ہے تو پھر سوچیں کہ کیا وہ اپنی حفاظت کا کوئی اقدام خود نہیں کریں گے۔ اس کا نتیجہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کیا ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے میری گزارش حکومت سے یہ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا ملک آپ کو نظر نہیں آئے گا جس میں اتنے سارے لشکر ہوں۔ اتنے جہادوں کا ٹھیکہ جو ہم نے لیا ہوا ہے' ہر جگہ جہاد ہے اس کے لئے ایک لشکر بنایا گیا ہے۔ اگر پرائیویٹ لشکروں کی ضرورت ہے تو پھر یہ سرکاری لشکر' فوج کی کیا ضرورت ہے۔ ایک ہی لشکر کی گنجائش ہے اس ملک میں وہ ہے سرکاری لشکر' سرکاری فوج۔ خدارا! اس ملک پر رحم کریں' اگر ہم پر رحم نہیں کرتے ہیں' اگر آپ ہمیں اس ملک کے شہری نہیں سمجھتے ہیں تو کم از کم اس ملک پر رحم کریں۔ کیونکہ اس کا نشانہ یہ ملک ہے' ہم نہیں ہیں۔ اس کے نتیجے میں خانہ جنگی چھڑ سکتی ہے۔ کب تک لوگ برداشت کریں گے۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ صرف ایک وارننگ ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ آخرکار ردعمل ہوگا۔ لہذا میری حکومت سے گزارش ہے کہ پولیس کی حفاظت کے لئے بھی کوئی انتظام کرے۔ فوج سے امن و امان کے لئے مدد مانگیں اور فوج بھی اپنی آئینی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اس ملک کو بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے اور یہ جو خوف کی فضا پیدا ہوئی ہوئی ہے' حکومت ڈری اور سہمی ہوئی ہے' پولیس سہمی ہوئی ہے' تمام آفیسرز سہمے ہوئے ہیں' ان کے دلوں سے یہ خوف دور کرنے کے لئے وہ اپنا فرض ادا کریں۔ ملک کے شہریوں میں اگر عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوگیا تو ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ وہ اس ملک سے مایوس ہی ہو جائیں۔

جناب چیئرمین! میں بار بار اٹھتا ہوں' بار بار عرض کرتا ہوں۔ ہمارے وزیر داخلہ آج تشریف فرما نہیں ہیں۔ ابھی تک کوئی بھی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ پتا نہیں ان کو دہشت

گرد نظر آ رہے ہیں یا نہیں آ رہے ہیں ۔بھئی انکے دفاتر ہیں۔ ان کے آپ کو بینرز اور پوسٹرز نظر آئیں گے ۔ آج ہی انہوں نے اخبار میں لکھا ہے کہ ہمارے لیڈروں کو رہا نہ کیا گیا تو ۲۴ گھنٹوں کے بعد اس ملک کا نقشہ بدل جائے گا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ملک کا نقشہ بدلنے کا مطلب کیا ہے ۔ اب بھی شک کرتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ملک دشمن نہیں ہیں ۔ اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلمان ہیں ۔ جو اس ملک کا نقشہ بدلنا چاہتے ہیں وہ کون ہیں ؟ اور کس کے اشارے پر کام کر رہے ہیں؟ جناب چیئرمین! اس مسئلے کو serious لیں اور مسلح افواج سے میری درخواست ہے کہ جو لوگ اس ملک کے نقشے کو بدلنا چاہتے ہیں' آپ ان کے دانتوں اور ہاتھوں کو توڑ دیں' ان کے منہ کو پھوڑ دیں۔ اگر وہ اپنا فرض ادا کرنے میں غفلت کریں تو خدانخواستہ لوگ خود اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر اس ملک میں خانہ جنگی پیدا ہوگی ۔ و ماعلینا الا البلاغ ۔ ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم بے بس ہیں ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی حفاظت نہیں کرسکتے ہیں ۔ چونکہ ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہتے ہیں' ہم اس ملک کے بانی ہیں اور اس ملک کی حفاظت کے لئے ہم نے اپنا خون دیا ہے' اس ملک کے امن و امان کی خاطر ہم خاموش ہیں' آخر کب تک ہم یکطرفہ قربانیاں دیتے رہیں گے ؛ کب تک ہم جنازے دفن کرتے رہیں گے ۔ آپ خدارا! حکومت کو اس طرف متوجہ کریں ۔ ایوان سے بھی میں درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو اہمیت دیں اور یہ اس ملک کا نمبر ون مسئلہ ہے۔ پیاز سے' چاول سے' گندم سے' ہر چیز سے یہ مسئلہ زیادہ اہم ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس ایوان میں ملک کے امن عامہ کی مجموعی صورتحال پر باقاعدہ بحث کرائیں ۔

جناب چیئرمین، دس منٹ تو آپ نے لے لئے ہیں' اب اور وقت مانگ رہے ہیں۔ تاج حیدر صاحب! آپ اسی مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں' چلیں' بولیں۔

جناب تاج حیدر ۔ جناب والا ! کراچی سے آج جو اطلاعات ملی ہیں وہ انتہائی پریشان کن ہیں اور میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے ۔ یہ معاملہ اب صوبائی سیٹ اپ بالکل نہیں سنبھال سکتا ۔ کورنگی کی پٹی ' شاہ فیصل کالونی کی پٹی ' ملیر کی پٹی جہاں سے ہماری نیشنل ہائی وے گزرتی ہے ' گلستان جوہر ' ائیرپورٹ کا علاقہ ' گلشن اقبال ' جہاں ہمارا

گھر ہے ، سہراب گوٹھ ، سپرہائی وے کے ساتھ ساتھ افغان مہاجرین کی آبادیاں ہیں ، یہاں ہزاروں مسلح افراد بیٹھے ہوئے ہیں مسجدوں، امام بارگاہوں کے باہر اور محلوں میں۔ بنیادی طور پر یہ اپنے دفاع کے لئے مسلح ہوکر بیٹھے ہیں صرف اس لئے کہ مخالف ان پر حملہ نہ کریں۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ہوائی فائرنگ کرتے ہیں اس لئے کہ مخالفین کو پتا چلتا رہے کہ ان کے پاس اسلحہ ہے ۔ کسی بھی وقت یہ معاملہ کسی غلط فہمی یا کسی بھی بنیاد پر flare up ہو سکتا ہے ۔ میں گزارش کرتا ہوں اور میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ یہ قتل عام ہونے سے پہلے کچھ کیا جائے ورنہ خونریزی ہوگی ۔ اب میں پھر آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس معاملے کو صوبائی سیٹ اپ پر نہ چھوڑا جائے ۔ اس دن مجھے افسوس ہوا

when the Interior Minister tried to ridicule our Opposition and side track on the main issue. Sir he should go to Karachi, he should sit there, he should direct the operation himself personally,

اور یہ preventive measures لئے جائیں، مسلح لوگوں کو ہٹایا جائے اور وہاں پر اگر ضرورت پڑے تو Armed Forces کو لایا جائے۔ کیونکہ اگر اس وقت آپ اس کو روک لیتے ہیں تو یہ رکے گا، اگر آپ اس وقت اسے نہیں روک سکتے تو پھر اس کو روکنا مشکل ہو گا۔

جناب چیئرمین: تو مجھے بتائیں ناں کہ میں کیا کروں۔ آپ کوئی زیادہ اہم ہیں ان سے؟ پلیز زاہد خان صاحب I am not listening tantrums any more میں ان کو فلور دے رہا ہوں you please، آپ اپنی باری پر بولا کریں are not more important than him, please sit down. میں sit down, please sit down, I beg of you, I will not allow you, please sit down. آپ کو وقت نہیں دوں گا۔ if you misbehave I will not give any time to you. میں آپ کو وقت نہیں دوں گا ۔ I will not give you the floor unless you behave, please sit down. You will not get the floor, please sit down. Learn the rules of the House! Please sit down, you will not get the floor if you misbehave. جی مسعود کوثر صاحب۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Please sit down, Zahid Khan Sahib please sit down.

Learn the rules of the House and then speak, please sit down! Mr. Zahid Khan. You are out of order, please sit down. You are violating the rules of the House, please sit down. I direct you to sit down. I will not listen to you Zahid Khan Sahib! Please sit down. Your are not bigger than any one of these people.

آپ ان سب میں سے بڑے نہیں ہیں۔ یہ سب آپ کے colleague ہیں، میرے لئے سب important ہیں، یہ نہیں کہ ہر دفعہ میں آپ کو ہی وقت دوں، آپ کو وقت نہیں دوں گا۔ آپ کا کوئی right نہیں ہے، unless I give it to you, please understand you have no right, unless I give it to you, please sit down. You have no right at all. جی مسعود کوثر صاحب۔

سید مسعود کوثر، جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے اور یہ وقت میں اس لئے مانگ نہیں رہا ہوں کہ کوئی ذاتی وجہ ہے۔ جو کچھ جواد ہادی صاحب نے کہا، میں اس کی تائید کرتا ہوں اور وہ باتیں میں دہرانا نہیں چاہتا ہوں جو انہوں نے کہی ہیں۔

جناب والا! صوبہ پختونخواہ کی اپنی روایات ہیں اور دوسرے علاقوں کی نسبت اس کی نوعیت بھی بہت مختلف ہے۔ وہاں پہ یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے کہ لوگوں کی اکثریت مسلح ہوتی ہے۔ لیکن خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ اس علاقے میں اسلحہ کے ساتھ ساتھ ایک ضابطہ اور کوڈ بھی ہے۔ وہ بندوق صرف انسان کے قتل کے لئے نہیں اٹھاتے، وہ کسی ایسی بات کے لئے نہیں اٹھاتے جو انسانیت کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بالخصوص اگر آپ وہ علاقے دیکھیں جہاں پہ یہ کوڈ چلتا ہے، پچھلے پچاس سال میں وہاں پہ پچاس قتل بھی نہیں ہوئے۔

جناب والا! میں آج فاروق حیدر کے گھر گیا۔ آپ بھی چونکہ اس صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں، آپ بھی جانتے ہوں گے کہ پروفیسر امداد حسین بیگ، ایڈورڈ کالج کے بہت پرانے اور مایہ ناز پروفیسر تھے، یہ ان کے برخوردار تھے۔ ہمارے ان کے ساتھ پچاس سالہ خاندانی تعلقات ہیں۔ مجھے یہ بھی پتا چلا کہ وہ اہل تشیع تھے۔ وہاں کا ماحول ایسا تھا کہ یہ چیزیں relevant نہیں تھیں کہ کون اہل تشیع ہے اور کون سنی ہے۔ بدقسمتی سے یہ چیزیں ایسے علاقوں سے آئی ہیں، یہ ہمارے علاقہ میں نہیں تھیں۔ یہ وہاں سے آ کر وہ جو وہاں جہالت کی تقریریں کرتے ہیں، جو انسانی خون کو پیاز سے بھی سستا سمجھتے ہیں۔ دکھ اس بات کا ہوتا ہے جناب والا! کہ ہم اسے قومی مسئلہ سمجھتے

ہیں۔ ہم اسے صرف حکومتی مسئلہ نہیں سمجھتے لیکن آپ حکومت کے attitude کو دیکھیں، حکومت کے رویئے کو دیکھیں ۔یہاں ہادی صاحب کس انداز سے اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے اور حکومتی وزرا ہنس رہے تھے، کھیل رہے تھے اور کوئی توجہ نہیں دے رہے تھے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔

آیا کسی ریاست کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگوں کی زندگی کی حفاظت نہ کر سکے۔ شرم آنی چاہیئے اس حکومت کو، اسے اخلاقی طور پر فوری طور پر مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ اگر حکومت لوگوں کی زندگی نہیں بچا سکی تو وہ لوگوں کو آٹا کیا سستا دے گی، پیاز کیا سستا کرے گی، export کیا کرے گی، import کیا کرے گی۔ ہر شعبے میں یہ حکومت فیل ہو چکی ہے۔ میں ابھی ایک evening اخبار پڑھ رہا تھا کہ انہوں نے یہ بھی فوج کے حوالے کر دیا ہے۔ جناب عالی! یہ ایک ہمارا اچھا ادارہ ہے، اس کو مزید خراب نہ کریں۔ اس کو قومی سطح پر بیٹھ کے مشاورت سے settle کریں۔ یہ حکومت تو خود بھی نااہل ہے اور کسی سے مشورہ بھی نہیں کرتی، کسی کو اعتماد میں بھی نہیں لیتی۔ دنیا کے اخبار آپ پڑھ کر دیکھیں۔ ۔کیا یہ اخبار نہیں پڑھتے، دنیا کے اخبارات نہیں پڑھتے کہ پاکستان کی موجودہ حکومت اور پاکستان کی ریاست کے حوالے سے دنیا کے اخبارات کیا لکھ رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ failed state ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ unmanageable ہے، کوئی کہتا ہے یہ corrupt ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہے، کوئی کہتا ہے کہ اس میں مذہبی tollerance نہیں ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟

میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ایک ایسے علاقے سے تعلق ہے جہاں پر کافی تعداد دونوں فقہوں کی ہے۔ ہمارا بڑا اچھا وقت وہاں پر گزر رہا ہے لیکن کب تک یہ لوگ اپنی لاشیں اٹھاتے رہیں گے؟ کب تک یہ کہتے رہیں گے کہ جی بس ایک قتل ہو گیا۔ ان کو کوئی فکر ہی نہیں ہے کہ جیسے بس ایک آدمی قتل ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فاروق حیدر کے قتل سے سارا صوبہ سرحد ہل گیا ہے اور اس طرف سے کوئی بات ہی نہیں آتی۔

آپ دنیا میں کیا کریں گے جب آپ کا اپنا ملک جل جائے۔ جدھر کہیں بھی دیکھو کہ جی فلاں تنظیم کا پاکستان کے ساتھ تعلق ہے، وہاں پر تنظیم کام کر رہی ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں ہے جو یہ نہیں کہتا کہ پاکستان کی دہشت گرد تنظیمیں وہاں پر مسائل پیدا کر رہی ہیں۔ ایک کمزور ملک، ایک ایسا ملک جس میں آپ لوگوں کو آٹا بھی نہیں دے سکتے، جہاں آپ لوگوں کو روز

گار نہیں دے سکتے، جہاں آپ کی لاء اینڈ آرڈر حالت خراب ہے اور آپ نے اپنے آپ کو سپر پاور بنایا ہوا ہے۔ خدا کے لیے ان چیزوں کو سنجیدگی سے لیں۔ آپ کا کیا ہے۔ جو کچھ بھی ہو آپ کی تو گزر جائے گی، خدارا! اس غریب ملک کے غریب لوگ کہاں جائیں گے۔

جناب والا! میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ قومی ترجیحات میں، میں صرف حکومتی ترجیحات نہیں کہہ رہا، قومی ترجیحات میں اس مسئلہ پر پوری اہمیت دی جائے۔ تمام لوگوں کو اعتماد میں لیا جائے۔ تمام اداروں کو اعتماد میں لیا جائے اور اس کو حل کیا جائے ورنہ یہ آپ کی وزارتیں تو ویسے بھی جانی ہی ہیں مہینے ڈیڑھ میں، یہ ملک نہ کہیں چلا جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: قاضی انور صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ آپ بھی اسی پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ then let us finish one issue and then we will go to the other. جناب قاضی انور صاحب۔

قاضی محمد انور: آج کی صورت حال نہ صرف دکھ بلکہ تشویش کا باعث بھی ہے۔ ہم نہ تو لاشوں کی سیاست کرتے ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ بے دردی سے قتل ہونے والے، شہید ہونے والے کسی شہری کے قتل سے سیاسی فائدہ اٹھائیں لیکن پچھلے ایک ہفتے میں جو کچھ ہوا ہے اور جس انداز سے ہوا جس منصوبہ بندی سے ہوا اور جس طرح پاکستان کے مختلف شہروں میں ہوا، کراچی میں، ملتان میں، لاہور میں، گجرانوالہ میں اور جناب پھر پشاور میں میرا ایک بہت عزیز فاروق حیدر AIG تھا۔ جناب! صرف وہ پولیس کا افسر ہوتا تو میں کبھی نہ اٹھتا، بڑا clean آدمی تھا، بہت صاف آدمی تھا۔ اتنا صاف آدمی تھا کہ اب بھی اپنے آبائی محلے کے پرانے مکان میں رہتا تھا۔ ایک بہت مشہور intellectual ماہر تعلیم پروفیسر امداد بیگ کا بیٹا تھا۔ پروفیسر امداد بیگ گزشتہ ایک سال سے memory کھو چکے ہیں۔ اس کا ضعیف باپ زندہ ہے لیکن ضعیف باپ کو یہ پتا نہیں ہے کہ اس کا بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ یہ ایسا scene تھا جو میں نے پرسوں دیکھا ہے، میں جنازے میں گیا تھا۔

جناب! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ شیعہ سنی کی بھی بات نہیں تھی۔ اس جنازے میں شیعہ سے سنی زیادہ تھے۔ میرا جعفریہ فرقے کے بھائیوں سے صرف یہ کہنا ہے۔ کس وقت مارا گیا جب وہ duty پر جا رہا تھا۔ وہ اپنے گھر سے duty کے لئے نکلا اور اس کو گھر کے

immediately ten paces from his house, he was shot dead. Sir, that sent a wave باہر
میں یہ of shock in the entire Peshawar, a wave of shock. Everybody was shocked
اس لئے کہنا چاہتا ہوں کہ فرقوں کی بات نہیں ہے - we don't see it from (a) sectarian or
(b) sectarian. جس طرح کیا ہے - مجھے یہ بھی کہنا چاہئیے میں نہیں کہتا - let us for all get,
Sir, it's کیا ہے - together, sit together and find out who is it doing, what for object
leading towards a civil war which must not happen تو یہ situation اس لئے نہیں ہے
کہ اس کا bonus لینا چاہئیے جو بھی ہے' جس طرح ہے - Sir, unfotunately یہ ہوا- اب جب
میرا بھائی زاہد اٹھا تھا - Sir, your honour, perhaps in that a tense atmosphere said, he has
no right, he has a right.

(interruption)

Mr. Chairman: No, he has no right unless I allow him. Under the rules please, Qazi Sahib, let me clear on that. I have to give the floor, he has no right to interrupt the other people. I have given the floor to Masood Kausar, he has no right to stand. Please, Qazi Sahib, let me clear on this, I must be very clear on this that nobody has right to speak unless I allow him. You have to be recognized by me.

اور یہ کہ میں floor دیتا' آخر آپ سب میرے لئے محترم ہیں' آپ میرے colleagues ہیں- اب یہ نہیں ہے کہ میں آپ کو floor دیتا ہوں یہاں سے کوئی کہے کہ آپ نے کیوں دیا ہے- اب ان کو اتنا تجربہ ہو جانا چاہئیے کہ اس ادارے کا احترام کر لینا چاہئیے' میرا نہ سہی' ادارے کا احترام کر لیں- When I say, please, sit down, you sit down when I give you the floor, you take it.

قاضی محمد انور- جناب آپ کا احترام ہم پر واجب ہے-

جناب چیئرمین- نہیں جناب میرا نہ کریں' ادارے کا کریں- آپ اپنا کریں' میرا نہ کریں' بے شک نہ کریں- کم از کم اس ادارے کا کریں اور اپنا کریں- You are a Senator لیکن قاضی صاحب یہ نہیں ہونا چاہئیے کہ میں جہانگیر بدر کو floor دیتا ہوں تو یہاں سے کوئی اٹھ کر

شروع کر دے کہ جی مجھے کیوں نہیں دیا۔ نہیں آپ کوئی جہانگیر بدر سے زیادہ اہم ہیں۔ میرے لئے سب برابر ہیں، سب محترم ہیں، میرے colleagues ہیں لیکن مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ جو مرضی اٹھ کر کہہ دے اور میں چپ کر جاؤں۔

قاضی محمد انور۔ جناب! میں ایسا نہیں کہتا، میری بہت مودبانہ گزارش یہ تھی۔

Sir, your authority is unquestionable, sir, you are the symbol of this House, you are the leader of this House, you have been elected as Chairman by us. Sir, therefore, you will give a ruling, you will say this is right, that is right and what you say is the last word in this House, I don't but has to be , I say, a member has the right.

(interruption)

Mr. Chairman: Only when the Chairman recognizes him. He has no right to speak Qazi Sahib unless I recognize him. Your Rules are very clear, the rules are very clear. Correct, so, if I don't recognize him, why he stands. Correct, but if I don't recognize him, he should sit down and then I tell him, you sit down.

بشیر صاحب دیکھیں دنیا کا کوئی ادارہ اس طرح نہیں چل سکتا۔ میں نے زاہد خان کو جتنی indulgence show کی ہے میرے خیال میں کسی اور کو نہیں کی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارے rules ایک طرف اور زاہد خان ایک طرف۔

قاضی محمد انور۔ جناب! ایسا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ مجھے یہ بتائیں، آپ record نکال کر دیکھیں لیں۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Please sit down. I am talking to Bashir Matta.

بشیر مٹہ صاحب! آپ سارا ریکارڈ دیکھ لیں کہ ان کو کتنا وقت دیا گیا ہے اور میں نے اگر ان کو کم وقت دیا ہو، recognize نہ کیا ہو تو میں مجرم ہوں۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ جناب اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ آپ recognize کریں،

بعد میں وقت دے دیں۔

Mr. Chairman: I told him that I will give him the floor.

How can I do that. لیکن یہ کہنا کہ مجھے سب سے پہلے فلور دیں

سید عاقل شاہ۔ جناب والا! کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ممبر نے ہاتھ اٹھایا ہوتا ہے۔ آپ نے زاہد سے دو بار پوچھا کہ آپ بات کرنا چاہیں گے ' اس نے کہا کہ جی ہاں - اس کے بعد آپ نے وقت نہیں دیا تو اس سے تھوڑی سی یہ چیز ہو گئی۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے - اس کے باوجود ان کا کوئی حق نہیں بنتا کہ He should challenge my decision. When I recognize him I recognize him. If I don't recognize him I don't recognize him.

(interruption)

Mr. Chairman: Please Zahid Khan Sahib, learn the rules of the House.

Qazi Muhammad Anwar: Sir, I say not only I am shocked, but everybody is equally shocked. The shock on the murder, the martyr Farooq Haider

everybody in my society اس پہ ایک ایسی سوسائٹی میں جیسے کہ مسعود کوثر صاحب نے کہا کہ If it comes to gun for gun, then there will be no end to - کرے اور وہ خدا نہ has a gun اس ' کرائیں debate اور میں کہتا ہوں کہ اس پہ آپ it. So, this has to be taken care of. who is behind this. پہ بیٹھ کر سوچیں - ان کی جو مختلف ایجنسیاں ہیں ' یہ ان سے پوچھیں کہ Somebody is behind this and there is a plan. This appears to be under well organized plan. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Anybody else on this issue. Haji Javed Iqbal Abbasi.

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ' یہ مسئلہ جو ایک ہفتہ

سے چل نکلا ہے دہشت گردی کے ذریعے اور جس طرح بالخصوص ہمارے فاروق حیدر صاحب' وہ میرے بھی دوست تھے اور اسی طرح دوسرے ایڈووکیٹ ڈی آئی خان والے اور اسی طرح لشکر طیبہ کے ساتھ بچے کراچی میں جو شہید کئے گئے۔ اس کے متعلق میرے ایک محترم بھائی' سینیٹر صاحب نے کہا کہ یہ حکومت ڈیڑھ مہینے کی مہمان ہے یہ تو پتا نہیں ان پر وحی نازل ہوئی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں آئے گا مسئلہ یہ ہے کہ مل بیٹھ کر' اتفاق سے' یہ پاکستان سب پاکستانیوں کا ہے اس کے اندر اقلیتوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا پاکستانی مسلمانوں کا ہے اور ہم سب کو مل بیٹھ کر اور پھر ایوان بالا میں یہ مسئلہ طے کرنا چاہیئے۔ یہ کہنا کہ فلاں حکومت نے یہ کر دیا۔ وزیر اعظم صاحب اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کر رہے ہیں' فوج اپنی جگہ اپنا کام کر رہی ہے اور پولیس اپنا کام کر رہی ہے لیکن ہم بھی اس پاکستان کے باشندے ہیں اور اللہ کی مہربانی سے اس ایوان کے ممبر ہیں۔ ان کی تجویز اچھی ہے ہمیں مل بیٹھ کر جو مثبت رائے یہ دیں اس کے ساتھ ہمیں چلنا چاہیئے اور یہ انتہائی افسوسناک مسئلہ ہے حکومت اس پر خوش نہیں ہے۔ اس دن بھی یہ کہہ رہے تھے اور تالیاں بجا رہے تھے جب انور ایڈووکیٹ شہید ہوئے' اسی طرح کراچی میں جو لوگ شہید ہوئے۔ تالیاں اس طرف سے بج رہی تھیں ہماری طرف سے نہیں۔ میں نے بار بار یہ کہا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ان کی بات سنیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ ڈیسک بجائے گئے جس کے جواد ہادی صاحب گواہ ہیں سب دنیا گواہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ اگر نہیں بجائے گئے تو next speaker can get up and say کہ غلط کہہ رہے ہیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ اور پھر محترم چیئرمین صاحب! میں یہ کہتا ہوں کہ ہم سب کو مل بیٹھ کر سوچنا چاہیئے یہ پاکستان ہے تو ہم سب ہیں۔ سب سیاسی جماعتیں' ہم سب اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کے اکابرین سے مشاورت کریں' ان کو مشورہ دیں اور اس کا حل ہم سب نکالیں۔ اگر کوئی بیرونی ہاتھ ہے یا اس میں فرقہ وارانہ فسادات ہیں تو اس کے حل کے لئے تجاویز

دیں نہ کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالیں اور دوسرا سب سے بڑا مسئلہ ہر ایک جماعت کا اپنا اپنا ایک ایشو ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اے این پی والے ہمارے بھائی ہیں بزرگ ہیں اسی طرح سے پیپلز پارٹی والے اور اسی طرح پختونخواہ والے۔ میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ پختونخواہ نام کا کوئی نام ہمارے آئین میں نہیں ہے اس لئے مہربانی کرکے آپ اپنی پارٹی کا سلسلہ جاری و ساری رکھیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن مسلم لیگ پاکستان کے آئین کی بالادستی چاہتی ہے اور ایوان بالا میں جو غیر آئینی الفاظ ہیں ان کو ہمیشہ حذف کیا جائے اور اس کے متعلق میں آپ سے رولنگ چاہوں گا۔

Mr. Chairman: O.K. Ruling reserved. Yes, Maulana Fazal Muhammad.

حافظ فضل محمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین ! شکریہ ۔ جناب عالی! حقیقت ہے کہ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم ملک کی ترقی کے لئے، ملک کی فلاح و بہبود کے لئے، ملک کو آگے لیجانے کے لئے یہاں پر کوئی منصوبہ بندی کرتے۔ اس پر سوچ بچار کرتے، ہم روزانہ یہاں پر واویلا کرتے ہیں۔ یہاں ہم روتے ہیں۔ یہاں پر مصیبت کو دہراتے رہتے ہیں۔ یہ ایک قومی المیہ ہے۔

جناب عالی! اس کے کیا اسباب ہیں؟ اس کے پس منظر میں کون ہے؟ یہ کون کرا رہے ہیں؟ کیوں کرا رہے ہیں اور ان کے لئے کون استعمال ہو رہا ہے؟ جہاں تک ہماری معلومات ہیں اور ہمارے تجزیئے ہیں، ہماری بصیرت ہے کہ جب سے روس کا خاتمہ ہوا، روس کی تحلیل کا اعلان ہوا، اس کے کچھ عرصہ بعد امریکی صدر نے ایک نیو ورلڈ آرڈر کا اعلان کر دیا۔ اس نیو ورلڈ آرڈر کا جو لب لباب ہے وہ ۵ نکات پر مشتمل ہے۔ ان ۵ نکات میں سب سے پہلے نمبر پر جو نکتہ ہے وہ یہی ہے۔ اس کے بارے میں سابق صدر رچرڈ نکسن نے اس وقت کے روس اور امریکہ دونوں کے صدور کو انتہائی زور دے کر یہ مشورہ دیا تھا کہ تم اپنے آپس کی لڑائی کو ختم کر دو۔ ایک تیسری عالمی قوت ابھر رہی ہے۔ پوری دنیا کے سامنے وہ قوت آ رہی ہے۔ جو تم دونوں کو کھا جائے گی۔ لہذا اس کے خاتمے کے لئے، اس کے سامنے ایک بند باندھنے کے لئے، اس کا راستہ روکنے کے لئے تم آپس میں ایک پروگرام بنا لو۔ تیسری قوت کے حوالے سے جو بات وہ کر رہے تھے، وہ اسلام کی

طرف اشارہ کر رہے تھے کہ پوری دنیا میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہو رہی ہے۔ اسلام کی طرف نئی نسل کے رجحانات ہیں پورے مغرب میں، یورپ میں، امریکہ میں، وسط ایشیاء میں، جہاں کہیں بھی دیکھیں اب لوگ اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ یورپ ہر چیز کو سائنسی نقطہ نظر سے دیکھتا ہے۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلام ایک سائنسی ، آفاقی اور ابدی دین ہے۔ اسلام کے اصول انتہائی اٹل ہیں، فطری ہیں۔ اب سائنس دن بدن جب آگے جا رہی ہے تو وہ اسلامی اصولوں کو سچا ثابت کر رہی ہے کہ واقعتاً اسلام کے احکام ، اصول ، مبادیات ، بنیادیں سائنس کے عین مطابق ہیں۔ اسی لئے پوری دنیا میں اسلام کی طرف لوگوں کے رجحانات ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں انتہائی مختصر عرض کر رہا ہوں، کہ اس لئے انہوں نے ایک پروگرام بنایا۔ اسلام کو بد نام کرنے کے لئے پوری دنیا میں انہوں نے ایک نیٹ ورک بنایا۔ آپ کو شاید علم ہے کہ باقاعدہ امریکی CIA کو اس سلسلے میں بہت بڑا فنڈ میسر ہوتا ہے۔ اس کو فنڈ مل رہا ہے کہ جہاں کہیں بھی تمہیں اس قسم کا موقع مل جائے تو تم لوگوں کو لڑاؤ۔ چونکہ پاکستان ایک اسلامی نظریہ کے حوالے سے بنا ہے، یہاں اسلام دوسرے ممالک کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ یقیناً کچھ حوالوں سے پاکستان کی کچھ خصوصیات ہیں، امتیازات ہیں۔ اس حوالے سے اب پورے مغرب کا اور امریکہ کا ٹارگٹ سب سے پہلے پاکستان ہے۔ پاکستان میں اسلام کو بد نام کرنے کے لئے وہ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اب ان کو یہ خطرہ ہے کہ شاید کہیں ایسا نہ ہو جائے، بقول ان کے کہ یہاں پر بنیاد پرست نہ آ جائیں۔ اسلام کے خلاف انہوں نے جو پروپیگنڈہ شروع کیا ہے اس میں ایک بنیاد پرستی کا الزام ہے۔ دوسرا دہشت گردی کا الزام ہے۔ کچھ اس قسم کے لوگوں کو چن چن کر، اپنے کرائے کے جو ایجنٹ انہوں نے بنائے ہیں، اسلام کا لبادہ ان پر ڈال کر، ان کو دنیا کے سامنے اس طرح پیش کرتے ہیں کہ یہ اصل اسلام کے نمائندے ہیں۔ ان سے وہ ایسی حرکات، ایسے اعمال کراتے ہیں تاکہ پوری دنیا کے سامنے ایک بد نما انداز میں اسلام کا چہرہ دنیا کے سامنے لے آئیں کہ یہ ہے اسلام۔

اب یہاں جو کچھ ہو رہا ہے ، ان ایجنسیوں کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ یہ ایک پلاننگ کے تحت ہو رہا ہے۔ میں دعوئی سے کہتا ہوں کہ اس میں ہماری ISI بھی شامل ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ RAW والے یہاں کر رہے ہیں۔ بھائی اگر Raw والے کرا رہے ہیں تو آپ کہاں

ہیں، آپ کی Intelligence کے کتنے ادارے ہیں جن پہ اربوں روپے سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔ ایک بندہ تو پکڑو اور دنیا کے سامنے لاؤ کہ یہ ہے۔ اگر آپ کو اس حد تک علم ہے کہ Raw والے ہیں یا Raw کرا رہی ہے لیکن ایک بندہ بھی پچاس سال میں کہیں تم نے پکڑا نہیں ہے اور اسے دنیا کے سامنے لائے نہیں کہ یہ Raw والے ہیں۔ ہماری خود یہاں کی ایجنسیز ملوث ہیں اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حکومت کی سر پرستی بھی ان کو حاصل ہے کہ جب بھی ان کے لئے ایسے حالات خراب ہو جاتے ہیں تو لوگوں کی توجہ اپنی کروتوتوں سے ہٹانے کے لئے پھر کبھی ایک کو موقع دیتے ہیں، باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت، کبھی ایک کو موقع دیتے ہیں کبھی ان سے دوسرے کو مرواتے ہیں۔ کبھی دوسرے کو دوسرے سے مرواتے ہیں۔

جناب والا! ہماری جماعت، جمعیت العلمائے اسلام ہم بالکل بر ملا، اس فرقہ واریت سے انتہائی بیزار ہیں۔ ہم برات کے اعلان کر چکے ہیں بار بار کر چکے ہیں، اب بھی کر تے ہیں، floor پر بھی کرتے ہیں ۔ جلسوں میں بھی کرتے ہیں۔ ہمارا ان فرقہ واریت تنظیموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں اس دلدل میں پھنسانے کے لئے باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت ایک درجن جید علماء ہماری جمیعت العلمائے اسلام کے انہوں نے اس طریقے سے شہید کرائے تاکہ ہمیں اشتعال دلائے۔ ہمیں بھی اس دلدل میں پھنسا دیں ۔ لیکن چونکہ ہمیں اس کا ادراک تھا، ہمیں اس کا علم تھا کہ باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت اب ہمیں اس معاملے میں پھنسانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے ایک درجن علماء اب بھی جیلوں میں ہیں۔ ہم نے بار بار ، ہم باقاعدہ اس کی ضمانت بھی دے سکتے ہیں اور یہ ثابت بھی کرا سکتے ہیں کہ ہمارا اس کے ساتھ دور کا واسطہ بھی، ان معاملات میں نہیں ہے اور نہ ان specific تنظیموں سے ہے۔ لیکن اس حکومت نے ہمارے علماء کو بھی اندر کر دیا ہے اور ایک درجن تو باقاعدہ شہید کرا دیئے ہیں اس لئے کہ ہمیں بھی اشتعال دلا یا جائے۔ ظاہر ہے کہ ہمارے بھی تو کارکن ہوتے ہیں۔ ہمارے سینوں میں بھی پتھر تو نہیں ہیں دل ہوتے ہیں، ہمیں اشتعال ضرور ہوتا ہے۔ لیکن ہم اپنے اشتعال کو، کارکنوں کو کنٹرول کر لیتے ہیں۔ چونکہ ہمیں یہ بصیرت ہے، ادراک ہے کہ اس کے پیچھے کون ہے اور کون اشتعال دلا رہا ہے۔ کون لڑا رہا ہے۔ اسلام کو کون بدنام کر رہا ہے۔ یہ سرا سر اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی گہری سازش ہے۔ اسلام کو پوری دنیا میں اس انداز میں بدنام کرنے کے لئے، تا کہ مغرب کو یہ پراپیگنڈے کا مواد میسر ہو۔ مغرب میں اسلام کو اس

انداز سے پیش کرے، نئی نسل کو یہ باور کرانے کی کوشش کرے کہ بھائی اسلام یہ ہے کہ تم اپنے عبادت خانوں میں بھی محفوظ نہیں ہو، تم اپنی مساجد میں بھی محفوظ نہیں ہو، تم اپنی دینی درسگاہوں میں بھی محفوظ نہیں ہو، تم اپنے ایک ذاتی مقصد میں بھی محفوظ نہیں ہو، تم کسی بھی صورت میں محفوظ نہیں ہو۔ یعنی دنیا کو یہ باور کرانے کے لئے اسلام کو اس انداز سے بدنام کرنے کے لئے، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری حکومت کے اشاروں پہ اس طرح ہو رہا ہے اور ہماری ایجنسیز بھی اس میں باقاعدہ ملوث ہیں۔ اگر کوئی ثبوت کی ضرورت ہے تو میں پیش کرتا ہوں۔ اس ایوان کے سامنے میں پیش کر تا ہوں۔ میں challenge کرتا ہوں ان تمام وزراء کو کہ اگر وہ نہ مانیں تو ہم لے آئیں گے کہ وہ باقاعدہ اس طرح لڑا رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! آج Private Members Day ہے۔ تین Bills موجود ہیں۔ Bills ہمارے آئے ہوئے ہیں اور ہم ان کے لئے آئے ہیں۔ اگر تو جناب آج سارا وقت ۔۔۔۔

(Interruption)

جناب چیئرمین۔ آپ نے آٹھ بجے جانا ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب تین Bills ہیں۔ آج مجھے واپس جانا ہے۔ legislation موجود ہے۔ اگر سارا دن کرنا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کو suspend فرما دیں اور سارا دن یہ کریں تاکہ ہم فارغ ہو جائیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں۔ آپ اس طرح کر لیں ناں۔ اگر آپ تھوڑی دیر اور انتظار کر لیں اور اس معاملے کو ختم کر لیں then we can take up your matter.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر legislation ہونی ہے تو ٹھیک ہے، لیکن جناب والا! ساڑھے آٹھ بجے مجھے واپس جانا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں۔ کریں گے۔ کریں گے۔ لیکن یہ بھی بھنڈر صاحب ایک اہم مسئلہ ہے اور چونکہ بہت سے ممبران بولنا چاہتے ہیں تو میں نے کہا ٹھیک ہے، ان کو میں وقت

دے دیتا ہوں لیکن I will take up this matter. Yes, please Maulana Sahib.

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے۔ فوج ہے یا پولیس ہے یا رضا کار ہیں اس کے باوجود جس انداز میں دہشت گردی ہو رہی ہے اس سے متعلق سوچنے کی ضرورت ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم اپنے گاؤں میں رہتے تھے تو وہاں پر ڈاکو حملے کرتے تھے۔ ڈاکے ڈالتے تھے۔ پولیس کی طاقت کم ہوتی تھی ۔ تو پولیس نے کہا کہ تم لوگ ہماری مدد کرو۔ میرے پاس وہاں کے لوگ آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے چک کے اندر کچھ لوگ ہیں وہ جسم پر تیل مل کر آ جاتے ہیں اور وہاں پہ حملہ کرتے ہیں۔ ہم انہیں پکڑ نہیں سکتے کیا کیا جائے۔ میں نے کہا کہ تم چھتوں پہ بیٹھ جاؤ۔ جب وہ آئیں تو تم فوراً ان کو گولی مار دو۔

ان حالات میں کہ جیسے قتل کر کے بھاگ جاتے ہیں اگر ہمارے آدمی وہاں پر موجود ہوں' ان کا تعاقب کریں' ان پر فائر کریں تو وہ ختم ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کے گھر میں زیادہ سانپ آ جائیں گے تو پولیس کو بلاؤ گے یا سانپ کو مارنے کے لئے خود کھڑے ہو جاؤ گے۔ یہ جو دہشت گردی اور فساد ہے' اس کو ختم کرنے کے لئے جب تک عوام خود اکٹھے نہیں ہوں گے یہ ختم نہیں ہو گی۔ حکومت اور عوام دونوں مل کر ایک رضا کار تنظیم قائم کریں' ان کو اسلحہ دیں ' ان کو ٹرانسپورٹ دیں اور وہ باقاعدہ گلی کوچے میں چکر لگاتے پھریں تاکہ کوئی واردات کر کے بھاگ نہ سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس انداز میں ہم خود کھڑے ہو جائیں' نوجوان پہرہ دیتے رہیں اور صبح و شام کے اوقات مقرر کر کے چکر لگاتے رہیں تو اس قسم کا دہشت گرد بچ کر نہیں جا سکتا۔ اس کے لئے خود پبلک فنڈ دے ' حکومت بھی فنڈ دے' ہر گلی کوچے میں' ہر سڑک پر ایسے نوجوانوں کا وقت مقرر ہو اور یہ باقاعدہ چکر لگاتے پھریں' ان کے پاس ٹرانسپورٹ بھی ہو۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہے کہ "را" یا کچھ دوسری ایجنسیوں کے لوگ یہاں پر آتے ہیں تو یہاں پر جو غیر مسلم موجود ہیں' جو پاکستان کے دشمن ہیں ان کی باقاعدہ نگرانی ہونی چاہئیے ۔ کچھ غنڈے یہاں پر بدمعاشوں کو پناہ دیتے ہیں' ان کی نگرانی ہونی چاہئیے۔

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فوج اور پولیس کے علاوہ ' رضاکاروں کے علاوہ خود حکومت اور عوام مل کر اس فتنے کو کچلنے کے لئے کھڑے ہوں اور ایسے رضا کار مقرر کریں جن کا وہ باقاعدہ بوجھ اٹھائیں اور ان کو ٹرانسپورٹ اور اسلحہ بھی دیں۔ ان کا ہر گلی کوچے میں ' بازار میں ' سڑک پر وقت مقرر ہو اور وہ باقاعدہ پہرہ دیں۔ اس انداز میں اگر انتظام نہیں کرو گے تو بچ نہیں سکو

گے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ حکومت اور عوام رضا کار تنظیم قائم کریں جو لوگوں کو بچانے کے لئے ' ان کے تحفظ کے لئے صبح شام پہرہ دے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ بشیر مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ ۔ جو واقعات ہوئے ہیں اور جو صورتحال ہے یہ سب لوگوں کے لئے تشویشناک ہے' یہ کسی ایک faction یا کسی ایک پارٹی یا کسی ایک طبقے کی بات نہیں ہے' یہ سارے ملک کی حفاظت کی ' اس کے استحکام کی ' اہمیت کی ' پاکستان کے شہریوں کی جان کی اور ان کے خون کی بات ہے۔ اس موقع پر آج جو سینٹ کے ہال میں بحث ہوئی ہے اس سے مجھے یک گونا اطمینان ہے وہ اس لئے اطمینان ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں اب لوگوں میں شعور پیدا ہو گیا ہے جس کے بارے میں بہت پہلے سوچنا چاہیئے تھا اور اس کے بارے میں حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اس کا انتظام کرے مگر جب یہ نہیں ہوا ہے تو کم از کم آج جس طریقے سے constructive بحث ہوئی ' اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ ہمیں اس کی طرف اس طرح توجہ دینی چاہیئے کہ ایک جامع حل ' ایک constructive حل ' ایک پر امن حل نکالیں تاکہ ہمارے لوگ کشت و خون کا شکار نہ ہوں۔ بے چینی ' بیروزگاری ' نا انصافی' بد دیانتی' رشوت اور جو کچھ ہے وہ تو پھر بھی کسی حد تک قابل برداشت ہے لیکن اب یہ جو سیلاب آیا ہے' ملک اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں بھی اپنی آواز اس میں ملاتا ہوں۔ اب ہم سب کے لئے یہ وقت آ گیا ہے کہ پشتو میں کہتے ہیں" درشتیاووخت"۔ انگلش میں کہتے ہیں it is a moment of truth. اب اس سے کوئی فرار نہیں ہو سکتا۔ آج محترم وزیر داخلہ صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں' ان کا مجھے بے حد احترام ہے مگر اس سارے معاملے کو انہوں نے ایک عجیب طریقے سے wind up کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں بُو آتی ہے کہ اس میں " موساد" اور " را" ملوث ہے۔

جناب! یہ سوچیں کہ اگر بفرض محال یہ ملوث بھی ہیں تو یہ ذمہ داری کس کی ہے کہ ان کو ملوث نہ ہونے دیا جائے۔ مثلاً ہم اسے convert کر لیتے ہیں ' ہم ایک سازش پاکستان میں تیار کرتے ہیں کہ چونکہ اسرائیل ہمارا ازلی دشمن ہے اور ہم تل ابیب میں دھماکہ کرنا چاہتے ہیں' تو کیا ہماری Interior Ministry میں اتنی جان ہے' اتنی ہماری organization ہے اتنی ہماری capacity

ہے کہ ہم وہاں جا کر ایک دھماکہ کریں یا جہاں سے "را" والے آتے ہیں وہاں جا کر دھماکہ کریں ۔ تو یہ کہنا کافی نہیں کہ اس میں باہر کے لوگ ملوث ہیں۔ چلیں، ملوث ہیں، ان کو کون روکے گا؟ ہماری جو بیسیوں کے حساب سے agencies ہیں، جو ہمارے citizens کو monitor کرتی ہیں، ٹیلیفون ٹیپ کرتے ہیں کہ آپس میں کیا بات کرتے ہیں، وہ کیا کر رہی ہیں؟ ان سے کیا بنتا ہے؟ یہاں کون سا سیاسی شخص ہے جو تھوڑی سی بھی قدر رکھتا ہے اور اس کی ایک ایک رپورٹ ہماری Intelligence کے پاس نہ پڑی ہو ۔ اس کا فائدہ کیا ہے؟ وہی لوگ جن پہ آج آپ کتابیں بناتے ہیں کل وہ وزیراعظم اور وزیر بن جاتے ہیں ۔ تو اس بے فائدہ چیز میں وہ لگے ہوئے ہیں مگر جہاں پہ جان و مال کے تحفظ کا مسئلہ ہے وہاں ہماری agencies بے بس ہیں ۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے ۔ بفرض محال معاملہ بہت سنگین ہے، چیز بہت بڑی ہے ، the trouble is too great to be handled by single Ministry or individual تو سب لوگ تیار ہیں کہ ان کے ساتھ مل بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکالیں۔

جناب والا! ایک بات جو میں specifically بہت افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا تھا کہ بلوچستان سے ہمارے جنرل سیکرٹری صاحب نے ہمیں آج ہی بتایا ہے کہ وہاں پہ بھی یہ سلسلہ چل نکلا ہے۔ ابھی تک تو یہ زیادہ تر سندھ اور پنجاب میں ہوتا تھا۔ وہ بھی equally ہمارا ملک ہے، ہمارے لئے باعث حسرت ہے ، باعث غم ہے ۔ اب پشاور میں یہ لہر آ گئی۔ جیسے قاضی صاحب نے، مسعود کوثر صاحب نے آپ کے سامنے کہا کہ ہم restraint سمجھتے ہیں مگر restraint کا بند اگر ٹوٹ جائے تو اس کا نتیجہ بہت خطرناک نکل سکتا ہے۔ بلوچستان سے تین خبریں آئی ہیں کہ قلات میں عبدالکریم نامی ایک شخص کو قتل کیا گیا ہے۔ کوئٹہ میں فرشتہ نامی ایک لڑکی جو اغواء کی جا رہی تھی، اس نے جان بچانے کی کوشش کی تو وہ شہید کر دی گئی ہے اور ایک محمد علی نامی "جنگ" کا نیوز ایجنٹ کوئٹہ میں قتل کیا گیا ہے۔ یہ جو وباء ہے، یہ جو قہر خداوندی ہم پہ نازل ہو رہا ہے، یہ پھیل رہا ہے ۔ تو اب بھی it is quite late in the day, it is not very early, it is not too early, it is already very late. So, what I want to emphasise is that there is absolutely no more space to delay it any further. We must get together and on such an important occasion sir, I really feel extremely sorry and genuinely sorry کہ میرے وہ دوست کہہ رہے تھے کہ ہم خوش ہیں ۔ اس سے کون خوش ہو

سکتا ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں- جب اس S.P صاحب کا ہم نے سنا تو we were really shocked, we were stunned, because the poor man has such a nice reputation and he served all his life, he did give service to the people of this country, but he was murdered just because he belonged to a certain sect or because somebody planned against him. تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں اس سے کوئی خوشی نہیں ہوئی ہے - ہمیں اس پر غم ہے لیکن اب کوئی اور دقیقہ نہیں ہے کہ ہم اس کو delay کریں - ایسے important occasion پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایک آزاد، خود مختار اور مہذب ملک ہوتے، اگر ہم واقعی اسلام کے پیروکار ہوتے، اگر ہمیں واقعی انسانوں کی جان کی قدر ہوتی تو داخلہ وزیر تو کیا خود وزیراعظم صاحب کرکٹ کھیلنے کے بجائے یہاں موجود ہوتے -

ابھی مجھے خبر ملی ہے کہ وہ پشاور نہیں آئے - آج انہوں نے وہاں جانا تھا اور وہاں ایک یونیورسٹی announce کرنی تھی - وہ وہاں میڈیکل کالج نہیں گئے but I heard that instead he went to Lahore to play cricket there. ان کو یہاں آنا چاہیئے تھا- وہ نہیں آئے تو Leader of the House کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ بھی نہیں ہیں - وزیر داخلہ کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ بھی نہیں ہے- تو ہم کس سے بات کریں؟ وٹو صاحب ہمارے محترم ہیں، ہم ان کی عزت کرتے ہیں، یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ دل لگا کر اپنا کام کر رہے ہیں مگر ان کے پاس اختیارات نہیں ہیں - ان کے پاس ساری knowledge نہیں ہے - ان کے پاس وہ آپریٹس اور مشینری نہیں ہے - تو ہم اس پر پھر بھی تاسف کرتے ہوئے کہتے ہیں جیسے میرے لیڈر نے اپنی major speech میں کہا کہ ہم اس ملک کو بچانے کی کوشش میں ہیں - اپوزیشن اس ملک کو بچانے کے لئے ہر اس کوشش میں شریک ہے جو وہاں سے آئے مگر کوشش کے لئے کوئی مل بیٹھے تو سہی- تو یہ سوالیہ نشان ہے کہ کیا یہ حکومت یہ intention رکھتی ہے؟ ہمارے لوگ نیویارک یا واشنگٹن میں ہی رہتے ہیں اور یہ بھی ایک حصہ ہے ہماری activity کا لیکن کام تو یہاں ہے- اگر یہ ملک امن سے رہے گا، اس کے باشندے زندہ رہیں گے تو تب ہی ہماری کوئی policies ہوں گی - تو now when this final moment of truth has arrived, I enjoin upon the government to come up to its responsibility, to stand up and discharge that responsibility, that mandate which they claim to have been given to them by the people of this

country. Thank you sir.

جناب چیئرمین، کافی وقت ہو گیا ہے ۔ رضا ربانی صاحب! آپ اسی پر کچھ کہنا چاہ رہے ہیں، جی فرمائیے ۔ میرا خیال ہے اور میری درخواست ہے کہ اب کافی وقت ہو گیا ہے ۔ چلیں رضا صاحب! بات کر لیں۔ دیکھیں ہمارے سامنے ایک ایجنڈا ہے اور ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے باقی کام بھی کرنے ہیں ۔ چلو رضا صاحب بات کر لیں۔ اس کے بعد پہلے we will go to the agenda then ہم کوئی اور چیز لے لیں گے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے کے اوپر اظہار خیال کا موقع دیا ہے ۔ جناب اس ہاؤس کے اندر مختلف اوقات میں متحدہ اپوزیشن کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ تمام issues جن سے وفاق کو خطرہ لاحق ہے اس کو سینٹ کے اندر زیر بحث لایا جائے ، حکومت کی توجہ اس طرف دلائی جائے اور ایک public pressure اور ایک public perception سینٹ کے فلور سے develop کیا جائے تاکہ حکومت اپنی وفاق دشمن پالیسیوں سے باز رہے لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس کے کہ پارلیمان کے اندر، صوبائی اسمبلیوں کے اندر، اخبارات ، سیمینارز اور بار کونسلز کے اندر بار بار دو یا تین issues کی نشاندہی کی گئی جس میں صوبائی خود مختاری ، فرقہ واریت اور دہشت گردی کی طرف حکومت کی توجہ دلانے کی کوشش کی جاتی رہی لیکن اس کے باوجود حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی اور آج بھی جناب چیئرمین صاحب! یہ حقیقت ہے کہ پچھلے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر ملک کے اندر تیس سے زیادہ لوگوں کی شہادت ہوئی جو دہشت گردی اور فرقہ واریت کے واقعات سے ہوئی ، وہاں پر دو یا تین اور پہلو نہایت خطرناک ہیں۔ جو سب سے خطرناک پہلو ہے وہ یہ ہے کہ پہلے دہشت گردی کا واقعہ ہوتا تھا تو وہ ایک شہر تک محدود رہتا تھا لیکن اس بار آپ نے یہ دیکھا ہے کہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر نہ صرف کراچی، پشاور، لاہور، ملتان، بھکر بلکہ ملک کے تمام major شہروں کے اندر دہشت گردی کے واقعات ہوئے ۔ اس سے کیا بات سامنے آتی ہے ، اس سے جو چیئرمین صاحب بات سامنے آتی ہے وہ ہے

the capacity of these organizations and terrorists to hit throughout the length and breadth of the country and the total collapse of the state machinery to

prevent the happenings of these incidents, this Mr. Chairman is one of the most frightening signal that emanates from these two days of violence. The other question Mr. Chairman is and which is the grave concern to the people of Pakistan, because it is now abundantly evident that this government has, this regime has failed to discharge its constitutional obligations and duties to protect the life and honour of the citizens of Pakistan and when a government or a regime fails in its Constitutional duties and obligations when it can no longer enforce the writ of the federation when it can no longer enforce the writ of the law then that government has no justification to remain in office. Mr. Chairman, the most frightening factor,

اس پورے scenario میں وہ یہ ہے کہ اس حکومت کے پاس ان واقعات کو روکنے کے لئے کوئی پالیسی نہیں ہے اگر ہے تو کیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ دو دن گزر گئے، تیس سے زیادہ لوگوں کی جانیں گئیں، وہ شہید ہوگئے ان واقعات میں۔ لیکن حکومت کوئی بھی جامع پالیسی اعلان کرنے سے قاصر رہی۔ چھوٹے چھوٹے بیانات چھپتے رہے کہ جناب اس میں غیر ملکی ہاتھ ہے۔ ہم یہاں پر صرف یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ جناب سینٹ اس وقت سیشن میں ہے، اگر غیر ملکی ہاتھ ہے تو ہم تمام کے تمام لوگ غیر ملکی ہاتھ کو condemn کرنے کے لئے، اس ہاتھ کو روکنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آپ سینٹ کو کیوں confidence میں نہیں لیتے کہ جناب یہ شواہد ہیں، یہ concrete evidence ہے جو ہمارے پاس ہے جو غیر ملکی ہاتھوں کو اس میں ملوث ثابت کرتا ہے۔ نہ سینٹ کو confidence میں لیا گیا، اور آج Senate prorogue ہوجائے گا۔ نہ سینٹ کو confidence میں لیا گیا نہ پاکستان کے عوام کو confidence میں لیا گیا۔ کہنے کے لئے، to shift the burden on کہ جی اس میں غیر ملکی ہاتھ ملوث ہے یہ کہہ کر بات کو وہاں پر ختم کردیا۔

میں آخر میں صرف اتنا کہوں گا جناب کہ جس نہج پر حالات اب چل پڑے ہیں، اس میں ساری کی ساری responsibility جا کر حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ اس حکومت نے ابتداء سے extremism کو اور Talibanisation کو قائم کیا۔ جب violence کی بات ہوئی تو انہوں نے violence کو condemn کرنے سے گریز کیا۔ جب سینٹ پر violence کی بات ہوئی تو

حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ جب سینیٹرز پہ violence کی بات ہوئی تو حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا بلکہ وزیر اعظم نے خود اس بات کی تلقین کی تھی کہ وہ سینیٹرز جو پندرھویں آئینی ترمیم کو پاس کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں' ان کا آپ گھیراؤ کریں۔ تو جناب چیئرمین صاحب! جب آپ ایک snowball کو شروع کرتے ہیں تو then there is a snowballing action, وہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور آج کے جو حالات ہیں اس کی تمام تر ذمہ داری اس حکومت کے اوپر ہے اور کیونکہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی solution اب نہیں ہے اس مسئلے کو solve کرنے کے لئے اور کیونکہ یہ اپنا آئینی حق' اپنا آئینی کردار' اپنی آئینی obligations پوری کرنے میں ناکام ہوئی ہے تو democracy کے اندر honourable طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ حکومت مستعفی ہو جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔ اچھا دو دو منٹ۔ جی جناب اکرم شاہ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین' آپ انصاف کریں ہم پارٹی والے ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں اس مسئلے پہ کافی بحث ہو چکی ہے۔ اب یہ ہوتا ہے کہ دو دو منٹ آپ اپنا حصہ شامل کریں گے۔ بات ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: دیکھیں ناں ہم پارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بس ہوگئی ہے ناں نمائندگی' آپ کو دو منٹ دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب دیکھیں آپ بحث نہ کریں' میری مجبوری کا اندازہ لگائیں' ایجنڈا سارا میرے سامنے ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: آپ ایک طریقہ رکھیں چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: آپ دیکھیں کہ ایک ٹائم آتا ہے کئی دفعہ پہلوں کو زیادہ مل جاتا ہے۔ باقیوں کو نہیں ملتا۔ کئی دفعہ آپ کو میں نے گھنٹہ گھنٹہ دیا ہے۔ تو آپ کیوں بھول جاتے ہیں کہ کئی دفعہ آپ کو بھی میں نے ٹائم دیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین' جو آپ کا حکم ہو۔

جناب چیئرمین: نہیں کئی دفعہ آپ کو میں نے گھنٹہ گھنٹہ دیا ہے' دوسروں کو دو دو منٹ دیئے ہیں تو پلیز do not forget them کہ جی آج اگر میں نے زیادہ ٹائم رضا ربانی کو

دے دیا ہے، تو ہو سکتا ہے کہ کسی اور دن اس کو نہیں دیا ہوگا۔ پرسوں اس نے کوشش کی میں نے اس کو ٹائم نہیں دیا۔ تو یہ کیا بات ہوئی، پلیز understand my position also جی اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان ۔ شکریہ جناب چیئرمین، جناب چیئرمین، مکافات عمل قدرت کا ایک اٹل قانون ہے۔ انسان اپنے اعمال کی سزا بھگتا ہے۔ آج وہ مسئلہ جس کو ہم فرقہ واریت کہتے ہیں، یا دہشت گردی کہتے ہیں۔ جو ہمارے ملک کے لئے سنگین ترین مسئلہ بنا ہوا۔ اس میں میری گزارش یہ ہے جناب چیئرمین، اس میں کسی کا ہاتھ نہیں ہے، یہ مکافات عمل، جو کہ قدرت کا اٹل قانون ہے، یہ اس کا نتیجہ ہے۔ اس میں کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کہ دہشت گرد بے موسم ہیں، زمین سے اگے ہیں، یا آسمان سے گرے ہیں بلکہ یہ وہ فصل ہے جو ہم نے بوئی تھی، آج ہمیں کاٹنی پڑ رہی ہے۔ ساری دنیا کو معلوم ہے، کتابیں اس پر لکھی گئی ہیں، کہ جب افغانستان میں انقلاب آیا، وہاں پر حکومت تبدیل ہوئی تو سی آئی اے، آئی ایس آئی اور دوسری دنیا کی ایجنسیوں نے تمام لوگوں نے مل کر، تمام عرب و عجم سے، تمام دنیا سے دہشت گردوں کو یہاں لا کر اکٹھا کیا۔ یہاں پر ان کی تربیت گاہیں بنائی گئیں، یہاں پر ان کو تربیت دی گئی۔ جناب چیئرمین! یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، یہاں پر سعودی عرب سے، کویت سے، دوسرے عرب ممالک سے کروڑوں روپے آئے۔ ایران سے پیسے آئے۔ یہاں پر بڑے بڑے مدرسے بنائے گئے، وہ مدرسے کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں، ہمارے کوئٹہ میں درجنوں ہیں۔

جناب چیئرمین! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں ان چیزوں کو realise کرنا چاہیئے۔ یہاں پر میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ، رضا ربانی صاحب نے کہا کہ Talibanisation، طالبان کے خالق تو نصیر اللہ بابر صاحب تھے ان کے کئی انٹرویو چھپ چکے ہیں۔ پاکستان کے تمام اخباروں میں بار بار چھپ چکے ہیں۔ کسی سرمایہ دار کا نام لیا کہ اس نے مجھے چار کروڑ روپے دیئے اور میں نے پھر یہ کیا پھر وہ کیا۔ طالبان جب قندھار جا رہے تھے تو نصیر اللہ بابر صاحب ان کے ساتھ تھے۔ تین دن تک ان کا قافلہ ایک پہاڑ پر رکا رہا۔ تین دن تک نصیر اللہ بابر وہاں رکے رہے۔ جناب چیئرمین، یہ ایسے حقائق ہیں جن کو ہمیں تسلیم کر لینا چاہیئے اور اپنے اعمال سے توبہ کر لینی چاہیئے۔ اس کو ایک دوسرے پر نہیں ڈالنا چاہیئے۔ کبھی سنکیانگ میں ہمارے تربیت یافتہ پکڑے جاتے ہیں۔ کابل کی تو آپ بات ہی چھوڑیں، وہ اقوام متحدہ کے نمائندے ابھی آرہے ہیں۔

سرتاج عزیز صاحب یقیناً وہاں پر گلبدار ابراہیمی صاحب سے ملے ہیں۔ یہاں سے جاتے ہوئے انہوں نے تین دن تک بیان دیا ہے کہ پاکستان کے تربیت یافتہ لوگوں کو تو چھوڑیں، پاکستان کی ریگولر آرمی وہاں پر لڑ رہی ہے۔ کبھی ہم سنکیانگ پہنچ جاتے ہیں، کبھی ہم چیچنیا پہنچ جاتے ہیں۔ کبھی ہم کہاں پہنچ جاتے ہیں اور دنیا کے تمام دہشت گرد، عرب اور عجم کے اور آج امریکہ جن کو بڑے بڑے دہشت گرد کہہ کر ان کے سروں کا انعام رکھتا ہے یہ سارے آئی ایس آئی اور سی آئی اے کے لائے ہوئے ہیں اس ملک کے اندر میں جگہوں کے نام بتا سکتا ہوں کہ کہاں کہاں پر انہوں نے تربیت حاصل کی ہے۔

جناب چیئرمین، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ فصل وہ فصل ہے جو ہم نے بوئی ہے آج ہم اس کو کاٹ رہے ہیں۔ یہ مکافات عمل ہے کہ ہم نے دوسروں کو برباد کرنا چاہا، وہ تھوڑے برباد ہوئے یا زیادہ ہوئے، ہم ضرور برباد ہو رہے ہیں۔ ہم نے دوسروں کے گھر میں آگ لگائی، آج وہ آگ ہمارے گھر میں لگی ہوئی ہے۔ ہم سعودی عرب، کویت اور دوسرے عرب ممالک سے پیسے لے کر خوش ہوتے رہے، ہم ایران سے پیسے لیکر خوش ہوتے رہے لیکن ان پیسوں کی لگائی ہوئی آگ آج ہمارے اپنے دامن کو لگی ہوئی ہے۔ جناب! یہ کسی ایک یا دوسری حکومت پر ڈالنے والی بات نہیں ہے، میں رضا ربانی صاحب کو پھر مخاطب کروں گا کہ ان کی حکومت میں، ساری دنیا سے دوسری جنگ عظیم کے ریٹائرڈ جرنیلوں کو لے کر۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب شاہ صاحب! انہیں بھی please موقع دیں۔

جناب اکرم شاہ خان: جناب چیئرمین! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں کو realise کرتے ہوئے اس کا حل نکالیں۔

Mr. Chairman: Sartaj Sahib, let him finish and then I will give you the floor.

جناب اکرم شاہ خان: یہ دہشت گرد نہ آسمان سے اترے ہیں نہ زمین سے اگے ہیں، یہ ہمارے اپنے تربیت یافتہ ہیں، ہم نے انہیں اپنے مقاصد کے لئے تیار کیا، آج وہ ہم پر rebound ہو گئے ہیں، ہمیں مکافات عمل کا نتیجہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ لہذا، سب لوگوں کو متحد ہو کر

توبہ کر لینی چاہیئے اور یہ جو بیرونی پیسے لا کر ہم یہاں پہ بڑے بڑے مدرسے بناتے ہیں جو آج دہشت گردی کے اڈے بن گئے ہیں 'ان سے اپنی جان چھڑانی چاہیئے۔ حکومت ' عوام' اپوزیشن اور باقی سب لوگوں کو توبہ کر لینی چاہیئے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین، سرتاج عزیز صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

جناب سرتاج عزیز، جناب چیئرمین! ایک نکتے کی وضاحت ضروری ہے۔ انہوں نے لخدر ابراھیمی صاحب کا ذکر کیا کہ انہوں نے کہا تھا کہ وہاں پاکستانی فوجی لڑ رہے ہیں۔ میری ان سے نیویارک میں پچھلے جمعہ کو ملاقات ہوئی اور میں نے اس مسئلہ پر وضاحت طلب کی تو انہوں نے clarify کیا کہ میں نے پاکستانی فوج کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا اور آج تک کسی نے ایک ثبوت تک پیش نہیں کیا کہ پاکستان کا کوئی فوجی وہاں پر fighting میں involve ہے' البتہ جنہیں volunteers کہتے ہیں یا جو مختلف لوگ ہیں وہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، سرتاج صاحب یہ بتا رہے ہیں کہ لخدر ابراھیمی صاحب سے کیا بات ہوئی۔ بہرحال ڈاکٹر حئی صاحب! let me finish this aspect then I think, you have a different matter, your have different point, let me finish this and then I will come to you.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ جناب! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور یہ قومی سطح کا مسئلہ ہے اور اس کی ایک بہت طویل background ہے۔

جناب چیئرمین، اب آپ background میں چلے جائیں گے۔ آپ دو منٹ کی بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، میں background میں نہیں جانا چاہتا۔ جناب! صرف سمجھانے کے لئے یہ بات کی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں کہیں سے بھی کوئی شخص آ جائے وہ یہاں کا شہری بن جاتا ہے' خدا کے لئے کچھ خیال کریں۔ ہم نے یہ ملک اس لئے تو نہیں بنایا تھا۔ ساری دنیا کی مخلوق یہاں پر آ رہی ہے' سارے غیر ملکی یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں' کوئی برمی ہے' کوئی بنگالی ہے' کوئی انڈین ہے اور کوئی افغانی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں غیر ملکی یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں بشمول افغان مہاجرین۔ جناب! یہ سارا سلسلہ ضیاء الحق کے

وقت سے شروع ہوا۔ اس زمانے کی مصیبت ابھی تک گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ سارا کچھ state کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ جتنی بھی دہشت گرد تنظیمیں ہیں یا فرقہ واریت کی تنظیمیں ہیں ان کو support state کی طرف سے حاصل ہے۔ یہ اسٹیٹ عوام کے لئے ہے یا دہشت گردوں کے لئے ہے؟ دہشت گردی کا سارا مسئلہ اسٹیٹ کی طرف سے ہے۔ اگر ان کی سرپرستی نہ ہو تو ایسا ہرگز نہ ہو۔

جناب چیئرمین صاحب! آپ دیکھیں کہ آج تک دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے۔ صرف بیانات دیئے جا رہے ہیں' اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو رہا۔ بھئی آپ ملک میں فرقہ واریت کو اس حد تک لے گئے ہیں کہ باقاعدہ cassettes چلائے جاتے ہیں۔ میں خود ایک دفعہ گاڑی میں سوار تھا تو مجھے بہت حیرانی ہوئی کہ ان کیسٹوں میں اس قدر پر تشدد باتیں ہیں ' نفرت کی باتیں ہیں ایک فرقے کی دوسرے فرقے کے خلاف ' اللہ پناہ دے۔ غیر ملکی امداد سے اتنے مدارس چل رہے ہیں' دین کے نام پر' اسلام کے نام پر جہادی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں۔ سب سے بڑھ کر مصیبت بےروزگاری کی ہے' مہنگائی کی ہے۔ آپ نے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو نوکریوں سے نکالا۔ وہ نوجوان لوگ ہیں' وہ کدھر جائیں گے؟ میں خود ایسے واقعات آپ کو بتا سکتا ہوں کہ میں لوگوں سے ملا ہوں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بےروزگار ہیں' دہشت گردی نہیں کریں گے تو کیا کریں گے؟ فرقہ واریت عروج پر ہے' بلوچستان میں فرقہ بندی کے نام پر دہشت گرد تنظیمیں موجود ہیں' کوئٹہ شہر محفوظ نہیں ہے' پشاور محفوظ نہیں ہے' سرکاری اور غیر سرکاری لوگ محفوظ نہیں ہیں۔ آپ کس طرح اس ملک کو چلا رہے ہیں' موٹر سائیکل والا بیچارہ پریشان ہے' گاڑی والا بھی پریشان ہے' کوئی گاڑیوں پر سوار نہیں ہو سکتا' روڈ محفوظ نہیں ہیں' گاؤں محفوظ نہیں ہیں' اسٹیٹ کا پھر کیا رول ہے؟ اسٹیٹ کے ادارے اور ایجنسیاں سیاستدانوں کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ بھئی انہیں تنگ کرنے سے کیا ہو گا؟ انہیں جیل میں ڈالنے سے کیا ہو گا؟ ایجنسیاں کاغذات بناتی رہتی ہیں اور ان کی خفیہ رپورٹیں تیار کی جا رہی ہیں' سیف الرحمان صاحب بڑا تیر مار رہے ہیں۔ صرف سیاستدانوں کے پیچھے اتنے اخراجات ہو رہے ہیں اور ان کے ٹیلیفون ٹیپ ہو رہے ہیں۔ بھئی میری بات ٹیپ کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟

چیئرمین صاحب! گزارش یہ ہے کہ اسٹیٹ کی سب سے بڑی اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ امن و امان قائم کرے۔ میں ایمانداری سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ سارے ملک کے عوام

پریشان ہیں۔ نوجوان، بچے، مائیں، بہنیں سب پریشان ہیں ۔ دیکھتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ کسی کی بھی جان محفوظ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! خدا را ، اس طرح سے ملک نہیں چلے گا۔ آپ نے ملک کے مسائل کو کم کرنا ہے۔ سٹیٹ کے معنی کیا ہیں؟ سٹیٹ کی بنیادی ذمہ داری امن و امان کا قیام ہے۔ روزگار دینا ہے۔ مہنگائی ہے، بے روزگاری ہے۔ سارے مسائل کا حل سٹیٹ کی کیا ذمہ داری نہیں ہے؟

جناب چیئرمین ! ہم تو ادارے تباہ کرتے جا رہے ہیں ۔ پولیس کا نظام آپ نے برباد کردیا ہے ۔ اکیاسی نمبر والے کو آپ آئی جی بنائیں گے تو اس کا کیا ہوگا ۔ آپ بائی پاس کرتے ہیں نہ سینئر کا احترام ہے اور نہ ہی جونیئر کا ۔ کیا اس طرح سے نظام چلایا جاتا ہے ؟ آپ سروس سٹرکچر اور اداروں کو تباہ کر رہے ہیں ۔ کیا شہنشاہیت ہے یا بادشاہیت ہے ؟ پارلیمنٹ اور عدلیہ کو بھی آپ نے تباہ کر دیا ہے ۔ اس حکومت نے خود کہا ہے کہ طالبان طرز کا انصاف پاکستان میں ہونا چاہیئے ۔ طالبان کیا بلا ہے ؟ طالبان کا کیا انصاف ہے ؟ کوئی انصاف ہے کہ گولی مار دو اور لٹکاؤ۔ یہاں ہتھیاروں کے انبار ہیں، کوئی نام تک نہیں لیتا ہے۔ یہاں سارے ملک میں ہتھیاروں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ کوئی ضلع، صوبہ مجھے بتائیں جہاں انبار نہیں ہیں۔ پچھلی اور موجودہ حکومتیں بتائیں کہ کتنے ہتھیار ممنوعہ ضبط کئے ہیں۔ راکٹ لانچر سے لے کر توپخانے تک یہاں موجود ہیں اور کوئی شہر محفوظ نہیں ہے۔ لاہور، کراچی اور اسلام آباد تک محفوظ نہیں ہے۔ اسلام آباد دیکھیں، بے شمار واقعات ہوئے ہیں۔ جناب والا! اس کا سب سے بہتر حل یہ ہے کہ جتنی بھی دہشت گرد تنظیمیں ہیں ان سب کو غیر مسلح کیا جائے۔ چاہے وہ مذہب کے نام پر ہوں یا فرقے کے نام پر سیاست یا اور کسی نام پر ہوں۔ سب کو غیر مسلح کیا جائے۔ اس ملک کے اندر کیا مذاق ہے۔

جناب چیئرمین ! جب تک آپ یہ نہیں کریں گے۔ قومی سطح کی کانفرنس بلائی جائے۔ بیروزگاری کا حل تلاش کیا جائے۔ سندھ میں ڈاکو نوجوانوں کو بھرتی کرتے ہیں اور ان کو ترغیب دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس ملک میں کرائے کے دہشت گرد موجود ہیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ حکومت سے عرض کرتا ہوں کہ تمام طبقوں کو اعتماد میں لے کر کوئی حل نکالا جائے۔ یہ کسی ایک کا کام نہیں ہے۔ تمام کو مل جل کر دہشت گردی، مہنگائی اور بیروزگاری سے نمٹنا چاہیئے۔ ساری دنیا میں جہاد چیچنیا، سربیا وغیرہ میں جہاد، ان جہادیوں نے بیڑہ غرق کردیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ ماجد سلطان صاحب۔

جناب ماجد سلطان ۔ جناب چیئرمین! جناب چیئرمین! آج بڑے ہی درد سے میں کہتا ہوں کہ یہ اسلامی ملک ہے۔ اس اسلامی ملک میں جس طریقہ سے مسلمان کو قتل کیا جا رہا ہے، اس کی میں پر زور طریقے سے مذمت کرتا ہوں۔ جناب میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ لوگ جو پاکستان کو پھلتا ہوا اور stable نہیں دیکھنا چاہتے ، انہوں نے جب دیکھا کہ کراچی شہر میں جہاں پر ڈکیتیاں تھیں، فائرنگ تھی، kidnapping and killings تھیں، جب اس شہر کی رونقیں بحال ہونے لگیں تو انہوں نے کہا آئیے کہ اس طریقہ سے گڑ بڑ کی جائے۔ کراچی سے معاملات شروع ہوئے اور انہوں نے مسجدوں اور امامبارگاہوں میں جاکر قتل کرنا شروع کیا۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے ۔ پشاور میں ایسا ہی کیا گیا۔ پشاور کے اے آئی جی فاروق حیدر صاحب کو قتل کیا گیا۔ وہ میرے بہت عزیز دوست تھے۔ میرے ساتھ ہی پشاور پبلک سکول میں پڑھے ہوئے تھے اور بہت ہی respectable family سے تعلق رکھتے تھے ۔ وہ اتنے اچھے افسر تھے کہ ہر حکومت میں ان کی بڑی قدر اور عزت کی جاتی تھی۔

جناب! اس وقت بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالیں اور حکومت کی مذمت کریں آئیں ملیں، اپنا مشورہ دیں تاکہ مل بیٹھ کے ہم اس کا حل نکالیں اور جو بیرونی طاقتیں ہیں ان کا مقابلہ کریں۔ ضروری نہیں ہے کہ اس میں پاکستان کے ہی لوگ ہوں۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قتل نہیں کر سکتا۔ یہ ضرور بیرونی عناصر ہیں جنہوں نے آکر یہ کام کیا ہے۔ آئیے مل بیٹھ کر ان کا مقابلہ کریں اور سازشوں کو ختم کریں۔

اس سلسلے میں جہاں تک حکومت پاکستان کا تعلق ہے میں اس کو بھی اپنی طرف سے کہوں گا اس کو lightly نہ لیں۔ میں تاج حیدر صاحب کی بات کی پوری تائید کرتا ہوں جو انہوں نے کہا۔ کراچی میں ہمارے علم میں بھی آیا ہے کہ بہت سارے مدرسوں میں اور دوسری مذہبی درسگاہوں میں اتنا اسلحہ ہے اور اتنے مسلح لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ کسی وقت بھی اگر سڑکوں پر آ گئے تو اس کو کوئی کنٹرول نہیں کر سکے گا۔ حکومت کو اس بات کا پورا نوٹس لینا چاہیئے اور کراچی کم ازکم should be a weapon free city. ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی جناب حبیب جالب صاحب پھر اس کے بعد عدائے نور صاحب۔ مصطفیٰ کمال صاحب آپ کا مسئلہ بعد میں' میں نے کہا ہے آپ کو لیکن آپ بار بار اٹھتے ہیں please do not get up. Once I finish it then I will come to you. So, you do not have to get up again. Why are you getting up? I have told you that once I have finished this matter, then I will come to you. بہرحال میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔

جناب حبیب جالب بلوچ: اس ملک کے اندر یہ جو فرقہ وارانہ دہشت گردی ہے۔

Mr. Chairman: Because it is your day today, so if you just want to utilize it , it is fine.

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب اہم مسئلہ ہے' اس لیے ---

جناب چیئرمین: نہیں' مسئلہ تو اہم ہے ۔اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن اس کا باقاعدہ طریقہ ہوتا ہے۔ آپ پہلے ہی کہہ دیتے کہ اچھا بھئی باقی کام suspend کر دیں اور صرف یہ کرتے ہیں۔ اگر آپس میں مشورہ کرکے بات کرلیں تو مجھے پتا ہو۔ اگر آپ پہلے وزیر صاحب سے بات کر لیتے کہ جی آج ہم یہ چاہتے ہیں۔ I am sure he would have no objection. مسئلہ اہم ہے۔ There is no doubt about it یعنی سب لوگ پریشان ہیں۔ جی جناب جالب صاحب فرمائیے۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب چیئرمین! فرقہ وارانہ دہشت گردی کی اس ملک کے اندر خصوصاً آخری دو اور تین دہائیوں میں اس کی گہری تاریخ موجود ہے۔ اس سے قبل جتنے فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں یا دہشت گردی ہوئی ہے ' ان کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اور پچھلے چند دنوں سے جو ہو رہی ہے ' جو pre-planned انداز میں ہو رہی ہے اورمنظم طریقے سے مختلف علاقوں اور مختلف لوگوں کو ٹارگٹ بنایا جا رہا ہے' یہ رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے اگر کوئی state-machinery حرکت میں نہیں آتی اور حکومت اسے محسوس کر کے کوئی راست اقدام اٹھانے کی طرف نہیں آتی اور مختلف پولیٹیکل پارٹیز جو اس بات کی قائل ہیں کہ جو امن پسند دوست ہیں اور جو جمہوریت نواز ہیں وہ سارے مل بیٹھ کے' سر جوڑ کے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کی کوشش

کریں۔ نہیں کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنرل ڈیموکریٹک شعور اس ملک میں پنپ نہیں سکتا اور اگر پنپنے کی کوشش ہو رہی ہے تو اس کی کونپلوں کو سر اٹھاتے ہی کچلنے کی کوشش ہو رہی ہے اور اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت وقت اور اس سٹیٹ پر ہے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ State-machinery مکمل crises میں مبتلا ہے۔

نمبر ۲ ' یہ فرقہ وارانہ دہشت گردی اس ملک میں اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی جب تک اس کے political orthodox , religious activists کا revival نہیں کیا جاتا ' جس کی انہوں نے بات کی ہے اور بار بار یہ اخبارات میں' مسجدوں میں ' مدرسوں میں' جنرل تقاریر میں یہ لوگ بات کرتے ہیں' جب تک اس revivalism کا صحیح طریقے سے جائزہ نہیں لیا جاتا اور اس کے علاوہ اس کے socio-political causes کا جائزہ نہیں لیا جاتا اور غیرملکی policies کا بھی' جو کہ New World Order کے تحت غیر ملکی policies ہیں' ان کا جائزہ نہیں لیا جاتا اور چوتھی بات کہ جب تک نام نہاد اسلامک انٹرنیشنلزم کے اس جذبے کو جسے جہادی جذبہ کہتے ہیں۔ جس کا فلسفہ گورنمنٹ نے خود فلوٹ کیا ہے کہ ہم دنیا بھر میں revolution برپا کر دیں گے۔ جب تک اس فلسفے کا صحیح اسلامی حوالے سے' اسلام کے اس امن' دوستانہ فلسفے کے حوالے سے جائزہ نہیں لیا جائے گا۔ یہ فرقہ وارانہ فسادات یونہی جاری رہیں گے۔

نمبر۔۳ جناب چیئرمین! فرقہ وارانہ فسادات کا تعلق براہ راست government کی national, international اور religious policies سے ہے۔ مثلاً ان کی international policy میں نے آپ کو بتایا کہ ہمسایہ ممالک کو اپنے satellites گوکہ یہ Americans اور مغربی پالیسی شروع میں رہی کہ افغانستان کے اندر جو democratic move ہے جو انسانوں کی بھلائی کے لئے fundamental changes لا رہی تھی' ان کو curb کرنے کے لئے انہوں religion کو بطور ہتھیار استعمال کیا اور ہماری گورنمنٹ نے ' ہماری State نے من و عن اسی پالیسی کو tow کرتے ہوئے' پہلے استادوں کو افغانستان میں' Russians کو کہا کہ یہ کافر ہیں ان کے خلاف تحریک چلائیں اور انہوں نے camps وغیرہ کھولے۔ اس کے بعد جب وہ لوگ چلے گئے پھر انہوں نے کہا' اس وقت کی جو نجیب کی موجودہ گورنمنٹ تھی اس کو ختم کیا جائے' انہوں نے استادوں کو بیدار کیا' اس میں مسعود تھا' ربانی تھا اور پتا نہیں مولوی خیاص تھا' خالص تھا' انہوں نے خالص مولوی بنائے۔ ہاں جناب! ان کو بھیجا اور اس کے بعد last میں اس سے گزارہ نہیں ہوا اور انہوں

نے بہت سے پیسے کمائے۔ جناب! یہاں جو refugees camps تھے، تربیتوں پر تھے ان کو بہت سا پیسہ آتا تھا اور انہوں نے Afghan Refugees کو خود دعوت دی کہ وہ ادھر آ جائیں۔ وہ تنہا نہیں آئے وہ اپنے culture کے ساتھ آئے، وہ منشیات کے ساتھ آئے، وہ ہتھیار کے ساتھ آئے، وہ فرقہ وارانہ ذہنیت کے ساتھ آئے، مختلف خیالات کو پنپنے دیا گیا۔ ان کے offices اب بھی کھلے ہوئے ہیں، میں نے پہلے بھی ان سے کہا تھا کہ جناب بلوچستان، پشاور اور بہت سے علاقوں میں ان کے offices کھلے ہیں۔ جناب چیئرمین! طالبان کے وزراء بلوچستان میں آ کر بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں، ان کی announcement ہوتی ہے، گورنمنٹ خود ملوث ہے اس میں ۔ انہوں نے کبھی پابندی لگائی ہے کہ یہ غیر ملکی کیسے جلسے کر سکتے ہیں۔ کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم برطانیہ میں جا کر اپنے جلسے، جلوس شروع کر دیں۔ ان کو کس طرح اجازت دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ یہ مدرسوں کو allot کرواتے ہیں، یہ لوگ بڑی بڑی زمینیں دیتے ہیں اور جناب! مدرسے کے نام پر کاروبار چل رہا ہے۔ یہ وہ حقیقی مدرسے نہیں ہیں جس میں اسلامی نظام تعلیم دی جاتی ہے جس میں امن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ میں آپ کو قدم قدم پر مدرسے دکھاتا ہوں۔ وہ دکانیں کھولتے ہیں، گھوڑے پر مولانا کا بنگلہ بن رہا ہے اور سامنے دکانیں بن رہی ہیں اور روڈوں پر encroachment بڑھ رہی ہے، یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بتاؤں کہ جتنی جہادی تنظیمیں جو روزانہ اپنے بیانات میں کہتے ہیں کہ ہم قتل عام کر دیتے، ہم نقشے بدلتے، ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے، کبھی انہوں نے ان پر پابندی لگائی ہے۔ انہوں نے اس زمانے میں NAP پر فوری طور پر پابندی لگائی تھی، وہ political party تھی لیکن انہوں نے آج تک یہ orthodox religious minded تنظیموں پر پابندی لگائی ہے، نہیں لگائی ہے۔ بلکہ یہ لوگ خود کرواتے ہیں۔ کارگل میں لوگوں کو خود بھیجا، بعد میں انہوں نے خود کہا کہ ہم ان سے request کرتے ہیں کہ وہ آ جائیں، یہ ثبوت ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ کہہ رہے ہیں کہ ہم افغانستان میں نہیں لڑ رہے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ استادوں، ملاؤں کے خلاف طالبان کو آپ نے بیدار نہیں کیا ہے، ان کو آپ نے نہیں بھیجا ہے۔ روزانہ border cross کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، چار، پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب چیئرمین! انہوں نے control نہیں کیا ہے۔

یعنی انہوں نے یہ کام خودشروع کیا ہے۔ بقول اکرم شاہ کے وہ فصل خود انہوں نے بوئی ہے' اب وہ خود فصل کاٹ رہے ہیں لیکن ہم کاٹنے نہیں دیں گے۔ ہم ایسے لوگ نہیں ہیں کہ یہاں پر فرقہ وارانہ فسادات کو برداشت کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ گورنمنٹ انتہا پسندانہ مذہبی جذبات' نظریات کا مقابلہ liberal باہمی احترام پر مبنی خیالات سے کرے کیونکہ یہ بھی ایک تجویز ہے۔ جب میں نے کہا کہ اس ملک میں loud speaker پر ہر ایک کو اجازت ہے کہ ایک دوسرے فرقے کے خلاف وہ بول رہے ہیں' ان کو control کریں۔ ہمارے Federal Minister ہنس پڑے' انہوں نے کہا کہ واقعی یہ صحیح بات ہے لیکن ہم کیا کریں اور یہ لوگ کرتے ہیں۔ ان تمام واقعات کی روشنی میں میری ایک یہ تجویز ہے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں جی شکریہ۔ خدائے نور صاحب' خدائے نور صاحب۔ جی اس کے بعد بلیدی صاحب۔

جناب خدائے نور۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بہت مختصر ہی بات کروں گا۔ سب سے پہلے تو میں جناب جواد ہادی صاحب کا جوآج سے دو' تین دن پہلے بھی انہوں نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا اورتشویش کا اظہار کیا تھا۔ آج پھر انہوں نے اس بات کو چھیڑا۔ میں تو یہ کہوں گا کہ جو کچھ انہوں نے کہا میں اس کے ایک ایک حرف کی حمایت کرتا ہوں اور اس فرقہ واریت کی شدید مذمت کرتا ہوں اور حکومت وقت سے میری یہ گزارش ہے کہ جیسے میرے دوستوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ "را" کے ایجنٹ ہیں یا فلاں کے ایجنٹ ہیں لیکن ان کی ایجنسیاں یا تو خدائے نور کے پیچھے لگی ہوئی ہیں یا جواد ہادی صاحب کے پیچھے لگی ہوئی ہیں یا اکرم شاہ صاحب کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ اگر آپ ان کو چھوڑ دیں اور ان ایجنسیوں کو "را" کے ایجنٹوں کے پیچھے لگا دیں تو شاید یہ مسئلہ حل ہو جائے لیکن جناب چیئرمین! ایسا نہیں ہو رہا۔ یہ مسئلہ بڑھ رہا ہے۔ پنجاب سے اٹھا' سندھ کی طرف گیا۔

میں یہ بات یہاں کہوں گا کہ اللہ تعالٰی کا بڑا فضل و کرم ہے کہ بلوچستان اس سے الگ تھلگ ہے۔ اللہ تعالٰی بلوچستان کو نظر بد سے دور رکھے۔ وہاں اہل تشیع اور اہل سنت اکٹھے مل جل کر رہ رہے ہیں اور کسی کے مذہبی معاملات میں کوئی دخل نہیں ۔ کوئٹہ میں تو ایک پورا حلقہ ہے پی بی 2 کوئٹہ 2 جہاں اکثریت اہل تشیع کی ہے لیکن وہاں سنی بھی رہتے ہیں۔ وہاں کبھی کوئی

ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ دہشت گردی ہوئی ہے، ڈاکے پڑے ہیں ایک دوسرے کو مارا ضرور ہے لیکن فرقہ واریت کے نام پر، شیعہ اور سنی کے نام پر آج تک وہاں کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا ۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ وہاں کی حکومت کی کارکردگی نہیں ہے کہ وہاں حکومت اتنی مضبوط ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے ۔ وہاں کے لوگوں میں یہ احساس ہے کہ ہم بھائی ہیں، بھائیوں کی طرح رہ رہے ہیں لیکن پتا نہیں ہمارے پنجاب میں ایسا کیوں ہے۔ اب یہ سلسلہ صوبہ سرحد میں بھی چلا گیا، سندھ میں بھی چلا گیا۔ یہ قابل مذمت بات ہے ۔

میں بڑے ادب سے یہ کہوں گا کہ حکومت ان باتوں سے ٹس سے مس نہیں ہوتی، کیوں؟ اگر آپ نے واقعی اس چیز کا تدارک نہیں کیا تو نہ معلوم حالات کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گے۔ وہی اکرم شاہ صاحب کی بات ہے کہ بویا آپ نے اور ابھی آپ اسی کو کاٹ رہے ہیں، پتا نہیں آپ کاٹنے کی پوزیشن میں بھی ہیں یا نہیں لیکن آپ کاٹ رہے ہیں، یہ بویا آپ نے ہی ہے۔ بالکل آپ نے یہ بویا ہے، اس میں کوئی شک و شبہ کی بات نہیں ۔ اخبارات اور رسائل اس بات کے گواہ ہیں۔ جنرل نصیر اللہ بابر کے بیان کو ہر ایک نے پڑھا، جس میں انہوں نے بڑے فخریہ انداز میں کہا تھا کہ اس وقت وہ حکومت میں تھے، کہا کہ ہاں یہ ہم نے trained کئے۔ اگر اس نے trained کئے ہیں تو کم از کم آپ روکیں لیکن حکمران طبقہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا کہ جناب یہ "را" کر رہی ہے ۔ اگر یہ "را" کرا رہی ہے تو کسی ایک کو عوام کے سامنے تو لے آئیں کہ یہ ہم نے پکڑا، یہ ہندو کا بچہ یہاں آیا تھا۔ یہ دیکھیں یہ سب چیزیں یہ کر رہا تھا۔ یہ "را" کا ایجنٹ ہے اسے ہم نے پکڑ لیا ہے لیکن ہوا کچھ نہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ "را" کے ایجنٹ کرا رہے ہیں ۔اس طرح کہہ دینے سے آپ بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ یہ تمام تر ذمہ داری، جتنے لوگ بھی شہید ہوئے ہیں، جہاں پر بھی ہوئے ہیں، ان تمام کا خون آپ کی گردن پر ہے۔ ان کا حساب آپ کو دینا پڑے گا لیکن خدا کے لئے ذرا ہوش کے ناخن لیں۔ ایجنسیوں کو اوروں کے پیچھے نہ لگائیں بلکہ "را" کے پیچھے لگائیں، دہشت گردوں کے پیچھے لگائیں، کوئی ایسی بات نہیں کہ آپ ان کو قابو نہ کر سکیں ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب چیئرمین ! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس

اہم مسئلے پر بولنے کی اجازت دی۔ میں سب سے پہلے یہ سوال کرتا ہوں کہ ہم کس کے سامنے بول رہے ہیں۔ کس سے ہم تحفظ کی بھیک مانگ رہے ہیں Who is powerful man in Pakistan? مجھے اس سوال کا جواب دیا جائے کہ پاکستان میں وہ کون شخص ہے جس کے پاس پاور ہے۔ وزیر اعظم کا بھی تحفظ نہیں جو اس ملک کا Chief Executive ہے اور وزیر داخلہ کا بھی تحفظ نہیں۔ اس کے ہم زلف کو مارا گیا جو کہ ایس ایس پی تھا ۔ وزیر اعظم کو، جو رائے ونڈ جا رہا تھا ' اس پر حملہ کیا گیا ۔ بےنظیر وزیر اعظم تھی اس کا بھائی قتل ہوا۔ آج تک کسی کو پتا نہیں چلا کہ اس کے قاتل کون ہیں ۔ ہم کیا کر رہے ہیں اس ملک میں۔ خدا کے لئے اس ملک پر رحم کریں۔ اس ملک میں ہم کس کس سسٹم کو ٹھیک کریں۔

جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر ہزاروں کی ایجنسیاں ہیں۔ یہاں تنخواہ لیتے ہیں۔ ان پر پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ہمارے ساتھیوں نے جو طالبان کے بارے میں کہا ہے۔ انہوں نے مدرسوں پر الزام لگایا ہے کہ ان کو بیرونی امداد ملتی ہے۔ مدارس انشاء اللہ زیادہ ہوں گے کم نہیں ہوں گے۔ ملک میں اگر کوئی امن ہے تو ان مدارس اور ملاؤں کی وجہ سے ہے۔ آپ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ طالبان کو یہاں پر ٹریننگ دی جاتی ہے۔ سعودی عرب کی طرف سے مدارس کو امداد ملتی ہے۔ میں آج قوم پرست پارٹیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ روس کے پاس گئے تھے۔ وہاں پر آپ ٹریننگ لے رہے تھے۔ ڈاکٹر نجیب نے لاکھوں انسانوں کو قتل کیا تھا۔ آپ کی آنکھوں پر اس وقت پٹیاں تھیں۔ جب ایک ڈاکٹر نجیب کو انہوں نے لٹکایا تو آپ نے شور مچایا۔ آج میں پوری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ جو امن افغانستان میں قائم ہے پوری دنیا میں نہیں ہے۔ ایک ڈاکٹر نجیب کو لٹکانے کے بعد جو امن افغانستان میں قائم ہے پوری دنیا میں نہیں ہے۔ یہاں اس لئے امن قائم نہیں ہوتا ہے کہ کسی کو سزا نہیں ملتی ہے۔ کسی کو پھانسی نہیں لگتی ہے۔ کسی کو لٹکایا نہیں جاتا ہے۔ اسلامی قوانین پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی سزا اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے۔

آج میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ایک قاتل کو پھانسی دی جائے تو اس کو دیکھ کر کوئی قتل نہیں کرے گا۔ یہ اسلام کو ہم نے چھوڑا ہے۔ اسلامی نظام کو ہم نے چھوڑا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر محفوظ کر دیا ہے۔ کوئی فرد محفوظ نہیں ہے۔ کوئی ممبر محفوظ نہیں ہے۔ کوئی وزیر محفوظ نہیں ہے۔ آپ مجھے کوئی بتا دیں کہ کوئی محفوظ ہے۔ یہ پارلیمنٹ بھی محفوظ نہیں ہے۔

افغانستان پر جو میزائل داغے گئے وہ بلوچستان میں گرے تھے۔ جب ہم نے یہاں پر پوچھ لیا کہ آپ کی فضائی حدود کو کس نے استعمال کیا تو وزیر اعظم نے کہا کہ مجھے پتا نہیں ہے۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔ اگر خدا نخواستہ امریکہ کوئی میزائل یہاں پر پھینک دے تو کون ذمہ دار ہوگا۔ اس ملک کو کون چلا رہا ہے۔ یہ خواہ مخواہ مدرسوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان میں واحد مثال ہے کہ جمعیت العلمائے اسلام نے تمام فرقوں کو یکجا کرکے چیلنج کیا ہے کہ ہم متفق ہیں۔ جمعیت العلمائے اسلام نے اعلان کیا ہے کہ ہمارا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم آج چیلنج کرتے ہیں کہ وہ جو کہتے ہیں کہ مذہبی جماعت کے نام پر یہاں لڑائی ہوتی ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ہمارا آڈٹ کریں۔ ہم آڈٹ کے لئے تیار ہیں لیکن قوم پرست بھی آڈٹ کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں اس ہاؤس کو چیلنج کرتا ہوں۔ یہ خواہ مخواہ مذہب پر الزام لگا رہے ہیں۔ مذہب پر کوئی الزام نہ لگائیں۔ ہمیں اپنے کردار کو دیکھنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے کرتوت کو دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ جب ہمارا بلوچستان میں اثر و رسوخ تھا تو وہاں پر امن تھا۔ تو لہذا اس ملک میں جب تک آپ سسٹم کو تبدیل نہیں کریں گے۔ اسلامی نظام کو اس ملک میں نافذ نہیں کریں گے۔ تو خدا کی قسم یہاں پر آپ کوئی تبدیلی نہیں لا سکتے۔ چاہے آپ جتنے بھی قوانین پاس کریں۔ اس وقت تک جب تک آپ کسی قاتل کو سرعام پھانسی نہیں دیں گے۔ اس سے کوئی دوسرا سبق حاصل نہیں کرے گا۔ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلحہ کے ڈھیر دکھاتا ہوں۔ آپ مجھے مدرسے میں ۱۰ کلاشنکوف دکھائیں۔ میں آپ کو سیلیوٹ کروں گا۔ میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں۔ یہ خواہ مخواہ مدرسوں پر الزام لگاتے ہیں۔ میں اس کی تردید کرتا ہوں۔ میری تجویز یہ ہے کہ حکومت تمام پارٹیوں کی ایک کانفرنس بلائے اور اس میں امن و امان کے لئے سوچا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی : جناب چیئرمین! گزشتہ ہفتے سے جو اندوہناک واقعات ملک میں رونما ہوئے ہیں خاص طور پر کراچی میں وہ انتہائی تشویشناک ہیں۔ ان واقعات کی وجہ سے ہمارے ملک کی بہت بڑی رسوائی ہوئی ہے اور پوری قوم کی گردنیں شرم سے جھکی ہوئی ہیں سوائے

حکومت سے کہ وہ گردن اٹھائے رکھے ہے۔

. جناب چیئرمین! اگر یہ واقعات کسی اور ملک میں ہوتے تو حکومت تہہ و بالا ہو جاتی۔ یہاں حکومت کی بے حسی کا عالم ملاحظہ فرمائیں کہ سینٹ اجلاس میں ہے۔ یہاں پہ یہ معاملات اٹھ رہے ہیں۔ پوری قوم اضطراب میں ہے۔ وزیر اعظم صاحب بلے بازی کر رہے ہیں۔ جناب لیڈر آف دی ہاؤس کسی اہم کانفرنس میں ویانا تشریف لے گئے ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب کو یہاں موجود ہونا چاہئیے تھا۔ کم از کم ہاؤس میں جو اعتراضات اٹھ رہے ہیں' ہاؤس جس تشویش کا اظہار کر رہا ہے' جس طرح ہاؤس مضطرب ہے تو کم از کم وزیر داخلہ کو یہاں موجود ہونا چاہئیے تھا۔ وہ ابھی تک نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین! ہندوستان میں حال ہی میں ایک ریل کا حادثہ ہوا۔ حالانکہ اس میں ریلوے کے وزیر ملوث نہیں تھے' ان کا دور کا واسطہ بھی نہیں تھا' ایک روایت تھی کہ ایک حادثہ ہوا ہے تو انہوں نے اپنے اوپر اخلاقی ذمہ داری لیتے ہوئے استعفیٰ دے دیا۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ اتنے واقعات ہوئے ہیں' آپ میں سے کوئی مستعفی ہوا ہے؟ آپ نے کسی کو قصور وار ٹھہرایا ہے؟ آپ نے کسی کو سزا دی ہے؟ آپ نے کسی کو گرفتار کیا ہے؟ یہ ابھی تک نہیں ہوا۔ سندھ میں جو واقعات پہلے ہو رہے تھے آپ نے گزشتہ اکتوبر میں اس کا نسخہ یہ تجویز کیا کہ جب تک سندھ میں جمہوریت ہے تب تک دہشت گردی ہوتی رہے گی۔ لہذا' جمہوریت کو ختم کرو' گورنر راج نافذ کرو اور اس طرح دہشت گردی بند ہو گی۔ وہاں دہشت گردوں نے اپنے time table کے مطابق تعطل رکھا اور انہوں نے کچھ نہیں کیا ۔ آپ خوش تھے کہ وہاں روشنیاں بحال ہو گئی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کے نسخہ جمہوریت یعنی حکومت ختم کر کے' اسمبلیوں کو معطل کر کے جو گورنر راج نافذ کیا' یہاں سے آپ نے اپنا وائسرائے بھیجا' وہاں غیر نمائندہ adviser مقرر کئے' اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا آپ نے جس adviser کو یہاں سے بھیجا اسے واپس بلایا کہ بھئی! ہم نے آپ کو وہاں امن و امان قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ نے I.G. کو تبدیل کیا' آپ نے کسی DIG کو مورد الزام ٹھہرایا۔ یہ قطعی نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نا اہل ہے' وہ صلاحیت نہیں رکھتی مگر وہ بے حس ہے۔ وہ بے حسی کا شکار ہے' پورا ملک جل رہا ہے اور کسی وزیر کو خاص طور پہ متعلقہ وزیروں کو کوئی پرواہ نہیں۔

جناب چیئرمین! اس معاملے کو اگر اب نہیں روکا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ federation کے بخیئے ادھڑ جائیں گے۔ پہلے ہی اس حکومت نے federation کے کافی ٹانکے کھول دیئے ہیں۔ اب federation بالکل expose ہوئی ہوئی ہے۔ اس میں ابھی law and order بھی collapse ہے، آپ کی economy collapse ہو گئی ہے، آپ کی foreign policy collapse ہو گئی ہے، آپ کی agriculture policy collapse ہو گئی ہے یعنی کوئی چیز ایسی نہیں بچی ہے جس کے متعلق آپ کہہ سکیں کہ گزشتہ ڈھائی یا پونے تین برس میں ہم نے کوئی پیش رفت کی ہے۔ Reverse gear میں ہم دھڑا دھڑ چلے جا رہے ہیں، ہم آگے نہیں بڑھ پا رہے ہیں۔ لوگوں کو آپ نوکریاں نہیں دے سکے۔ آپ کے mandate کا تار تار الگ ہو چکا ہے۔ آپ کی economy تباہ حال ہو رہی ہے۔ آپ کے وزیر خزانہ واشنگٹن میں دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔ روزانہ نئی شرائط لگ رہی ہیں اور وہ بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔ ان تمام چیزوں کے بعد اگر ملک کے اندر لوگ اپنی جان بھی محفوظ نہ سمجھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے لئے انتہائی خطرناک بات ہے۔ جناب جاوید عباسی نے کہا کہ اگر پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ میں کہتا ہوں نہیں، اگر ہم ہیں تو پاکستان ہے۔ اگر عوام مر جائیں، اگر عوام کا پاکستان سے ایمان اٹھ جائے، اگر وہ پاکستان کو محفوظ نہ سمجھیں تو پھر پاکستان کو خطرہ ہو گا۔ ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ صاحب! یہ سازش پکڑی گئی۔ اگر سازش پکڑی گئی تو وہ کہاں ہے؟ اسے آپ expose کریں۔

وزیر داخلہ نے فرمایا کہ صاحب! اس میں RAW کا ہاتھ ہے، ثبوت مل گئے۔ غدائے نور صاحب نے کہا کہ کوئی ایک بھی پکڑا ہو تو اسے آپ سامنے لائیں۔ یہ ایک stereo type بیان ہے کہ ہم انہیں کچل دیں گے۔ ہم دہشت گردوں کو اجازت نہیں دیں گے۔ یہ تمام کھوکھلی باتیں ہیں۔ براہ کرم آپ سنجیدگی سے کام لیں۔ آپ نے اگر انتظامیہ میں ردو بدل کرنی ہو تو وہ کریں مگر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ حکومت اس ملک کو پر امن بنانا چاہتی بھی ہے یا نہیں۔ اگر ان کا بس چلتا ہے تو صرف opposition پر۔ ان کو تو وہ 144 میں بھی گرفتار کرتی ہے۔ اپوزیشن کے constitutional حقوق بھی سلب کرتی ہے۔ وزیر اعظم صاحب یہاں ہمارے پاس نہیں آتے۔ وہ سینٹ اور سینیٹروں کو حقیر سمجھتے ہیں، وہ کبھی یہاں نہیں آئے۔ اتنا اہم مسئلہ ہے۔ آپ خود اندازہ کریں، آپ ذہین انسان ہیں اور چیئرمین صاحب! آپ پوری دنیا گھومے ہوئے ہیں، اگر کسی اور ملک میں یہ واقعہ ہوتا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنی

آگ لگ جاتی مگر یہاں کچھ نہیں ہو رہا۔ پھر کہتے ہیں کہ بھئی آؤ' مل بیٹھیں ۔ بھئی! آپ نے اس مسئلے پر کب بلایا ہے' آپ کو کس نے انکار کیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ اس اہم مسئلے پر نہیں بیٹھ سکتے۔

جب بھی ملک اور فیڈریشن کو باہر سے خطرہ ہوا ہے یا کبھی باہر سے دھمکی آئی ہے تو آپ گواہ ہیں کہ ہم نے ہمیشہ متفقہ resolutions پاس کئے ہیں۔ خدارا! آپ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں' آپ اس بلے بازی کو چھوڑ دیں' آپ کانفرنس بلائیں' سب سنجیدہ لیڈروں کو بلائیں' ان سے بیٹھ کر مشورہ کریں اور ایک لائحہ عمل بنائیں۔ آپ اپوزیشن سے شرمسار نہ ہوں' ہم ملکی مفاد کے لئے آپ کی خطاؤں کو معاف کر سکتے ہیں' ہم آپ کو بخش سکتے ہیں مگر خدارا! ملک کو بچائیں' آپ اس پر کوئی پالیسی بنائیں' آپ اپوزیشن کو بلائیں' آپ اپوزیشن کے لیڈروں کو بلائیں اور اس طرح ملک کو بچانے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جناب وزیر صاحب۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! دہشت گردی کا مسئلہ بہت تکلیف دہ مسئلہ ہے' بڑا اندوہناک مسئلہ ہے۔ ہماری دنیا میں سب سے مقدس چیز انسانی زندگی ہے اور مقدس خون انسانی خون ہے۔ یہ دکھ کی بات ہے کہ کچھ انسان ہی انسانوں میں ایسے ہو جاتے ہیں جو دوسرے انسانوں کا خون کر کے ' ان کو قتل کر کے یہ محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے کسی کاز کی خدمت کی ہے۔ حالانکہ ہمارا دین اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایک معصوم انسان کی جان ضائع کرے یا قتل کرے تو وہ ساری انسانیت کا قتل ہے۔ اب وہ دین اور وہ قوم جس کا ایمان یہ ہو کہ ایک معصوم کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے وہاں مذہب کے نام پر قتل و غارت بڑی تباہی کی بات ہے۔ اس سے ساری قوم تشویش میں ہے' تکلیف میں ہے۔ آج میں بڑے اطمینان کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ جتنا سنجیدہ تھا ' حزب اختلاف کی طرف سے بھی اسی سنجیدگی کے ساتھ اس پر تقاریر کی گئیں' اس کے بارے میں تجاویز دی گئیں۔ انشاء اللہ حکومت ان کی اہم اور مثبت تجاویز سے استفادہ کرے گی۔

جناب والا! یہ فرمایا گیا کہ آج لیڈر آف دی ہاؤس یہاں نہیں ہیں۔ وہ کل ملک سے باہر گئے ہیں اور پھر جب یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو یہ باقاعدہ ایجنڈے پر نہیں تھا ورنہ نوٹس کے ذریعے

دوسرے وزیر اور وزیر داخلہ صاحب یہاں موجود ہوتے لیکن میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہم یہاں بات شروع کر رہے تھے تو میں نے ان سے رابطہ کیا اور اس privilege motion کے لئے بھی ان سے رابطہ کیا تو وہ اسی سلسلے میں مصروف تھے اور انہوں نے تمام صوبوں کے Chief Secretaries اور Intelligence Agencies کے نمائندوں کو بلایا تھا اور اس سلسلے میں ان کی meeting تھی جس میں وہ مصروف تھے ورنہ وہ یہاں حاضر ہوتے۔

جناب والا! دہشت گردی کے بارے میں صورتحال یہ ہے کہ جب پہلے یہ مسئلہ شروع ہوا تو حکومت نے اقدامات کئے ، عدالتیں قائم کیں، قانون پاس کئے، گرفتاریاں ہوئیں، مقدمات چلے اور گزشتہ 5,6 مہینے بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے تک ایک سکون کی کیفیت رہی مگر دہشت گردی کے بارے میں دقت یہ ہے کہ ایک آدمی دہشت گردی کر کے سینکڑوں انسانوں کو مار سکتا ہے ، بیسیوں انسانوں کو مار سکتا ہے اور ہر جگہ پر مکمل پہرہ رکھنا بھی ممکن نہیں رہتا۔ یوں سمجھیئے کہ دہشت گردی اس وقت صرف پاکستان میں ہی نہیں ہو رہی بلکہ ساری دنیا میں دہشت گردی کی ایک کیفیت ہے جس کو کہ تمام ملک مل کر روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ہمیں بین الاقوامی سطح پر بھی اور اندرونی طور پر بھی اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔حکومت نے اس سلسلے میں جتنے اقدامات کئے وہ موثر رہے لیکن دہشت گرد اپنی جگہ پر اپنا کام کرتے اور سوچتے رہتے ہیں۔ جس طرح سے کچھ دوستوں نے فرمایا کہ پہلے یہ سندھ کے کچھ حصے میں تھی لیکن اب پشاور میں بھی ایسی صورتحال پیدا ہوئی کہ وہاں فاروق حیدر صاحب کو قتل کیا گیا ہے۔ اس سارے مسئلے سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ ایک بڑا منصوبہ پاکستان کو، پاکستان کے معاشرے کو پاکستان کی حکومت کو اور پاکستان کے عوام کو ایسی مشکلات میں ڈالنے کا ہے تاکہ وہ اپنی ترقی کے میدان میں ، اقتصادی ترقی کے میدان میں ، دیگر تمام معاملات میں وہ ایک ایسی کیفیت میں ہو جائیں جس سے confusion پیدا ہو ۔ جس طرح فاضل ارکان کی طرف سے بار بار یہ تجویز پیش کی گئی کہ ہمیں مل کر اس کا تدارک کرنا ہے ۔ حکومت نے اس کے لئے اب بھی اقدامات کئے ، گرفتاریاں کیں ، وزیراعظم صاحب نے تمام صوبوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات کر کے دہشت گردی کو ختم کریں ۔ دہشت گردوں کے خلاف جتنی کارروائی کرنے کی ضرورت ہے وہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ کی جائے ۔ کچھ دوستوں نے یہاں ارشاد فرمایا کہ حکومت اس سلسلے میں کسی سے خوف زدہ ہے ۔ جناب والا! دہشت گردوں سے کوئی خوف زدہ نہیں ہوسکتا، نہ یہ

حکومت خوف زدہ ہے۔ ان کے خلاف اقدامات کئے گئے ہیں اور اقدامات کئے جا رہے ہیں - یہ کوئی ایک منصوبہ محسوس ہوتا ہے۔ اس میں پتا نہیں کس کس کا ہاتھ ہو گا' جس کے بارے میں وزیر داخلہ صاحب زیادہ تفصیل سے بات کرسکیں گے لیکن چونکہ وہ وہاں مصروف ہیں' اس لئے وہ یہاں نہیں آسکے - میں آپ کی وساطت سے فاضل ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں وزیراعظم صاحب نے تمام صوبوں کو خصوصی ہدایات جاری کی ہیں۔ وزیر داخلہ اس مسئلے میں دن رات مصروف ہیں۔ وزراء اعلیٰ دن رات اس چیز کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور انشاءاللہ' اللہ کے فضل سے ' عوام کے تعاون سے ہم اس دہشت گردی پر قابو پائیں گے اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کو قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے گی -

جناب والا! کچھ دوستوں نے بہت ساری تجاویز پیش کی ہیں لیکن وہ اتنی تجاویز ہیں کہ اگر ان میں سے میں ایک ایک کا ذکر کروں تو یہ بہت وقت لے گا - ان کے بارے میں' میں یہی عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے جو تجاویز بھی مثبت اور مفید ہوئیں اور دہشت گردی کے روکنے کے لئے ان پر عمل ضروری ہوا تو اس کے لئے ہم انشاءاللہ ان کی تجاویز سے پورا استفادہ کریں گے۔ جو تجاویز بھی آپ کی طرف سے آئی ہیں وہ انشا اللہ میں وزیر داخلہ صاحب تک پہنچاؤں گا اور ان سے استدعا کروں گا کہ آپ کی ان تمام مثبت تجاویز سے استفادہ کریں ۔دہشت گردی کو ہم اللہ کرے روکیں اور انشاءاللہ ہم روکنے میں کامیاب بھی ہوں گے - جناب والا میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی - مصطفیٰ کمال رضوی صاحب -

POINTS OF ORDER

Re: LAHORE HIGH COURT BAR PASSED A RESOLUTION DECLARING MQM LEADER MR. ALTAF HUSSAIN AS TRAITOR

جناب مصطفیٰ کمال رضوی: بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب - میں اپنی پارٹی کے behaf پر ' اپنی قوم کے behalf پر sectarian killings کو condemn کرتا ہوں اور تاج صاحب کے مشورے جو یہاں پر آئے تھے اور دوسرے ساتھیوں کی باتوں کی تائید کرتا ہوں and

everything should be done accordingly and these people should be apprehended and tried at the best level چیئرمین صاحب ایک اہم چیز جس کے بارے میں، میں بات کر رہا تھا وہ ایک ایسے موقف کی ہے جو کہ ایک third largest political party کے لیڈر پر بات کی گئی ہے یہ بات اس مہینے ۲ اکتوبر کے اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ میں آپ کو "نوائے وقت" کی خبر پڑھ کر سناتا ہوں کہ "الطاف حسین غدار ہے، لاہور بار ایسوسی ایشن کی متفقہ قرار داد"۔

جناب عالی! اس کے بعد "جنگ" نے بھی یہ چھاپا اور دوسرے اخباروں میں بھی یہ بات چھپی ہے۔ میں چیئرمین صاحب اس کو highest level پر اس august House میں condemn کرتا ہوں۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو اس قسم کی سازشیں ملک کے خلاف ہو رہی ہیں these conspiracies should cease because ان بیانات سے، اس قسم کی باتوں سے ملک کو فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب والا! وہ شخص جو ایک قوم کا قائد ہے he not only gets respect by 45 parliamentarians from urban Sindh میں یہ کہتا ہوں کہ میرے ممبران بھی گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے گھر والے ہمیں ووٹ نہیں دیں گے if we do not come through Altaf Hussain چیئرمین صاحب۔

Mr. Chairman: You need to put your house in order then

کہ گھر والے ووٹ نہیں دیں گے، یہ کیا بات ہوئی۔

جناب مصطفیٰ کمال رضوی۔ جناب عالی! میں آپ کو یہ صحیح بات کہہ رہا ہوں the reason is that they respect and recognize only one person and that is Quaid Tehrik Altaf Hussain for the Mohajir nation اس لئے نہیں دیں گے۔ میں ان کو سلام کرتا ہوں جو اس طرح کریں گے۔

جناب عالی! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ جو یہ conspiracy کی گئی ہے اور جس طرح وکیلوں کے ساتھ کیا گیا ہے وہ کچھ Establishment کے اہلکاروں اور گورنمنٹ کی direction پر کی گئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ایک قوم کا لیڈر اگر بار کو خطاب کر رہا تھا تو what problem he would have created, he would have given his views, they would have

یہ میں جناب heard him openly and they could have questioned him on that floor

کہنا چاہوں گا کہ متعدد بار، بار ایسوسی ایشن میں different لیڈران نے خطاب کئے ہیں اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر اسی طریقے سے سندھ بار کے اندر اسی قسم کے غداری کے الزامات پنجابی لیڈران کے خلاف لگائے جائیں اور پنجابی لیڈرشپ کے اوپر اس طرح لگائے جائیں تو ان کی feelings کیا ہوں گی what would they feel, جب leadership کو traitor کہہ کر اس کے ساتھ خطاب کیا جائے ۔ میں یہ کہنا چاہوں گا الطاف حسین کیا کر رہے ہیں what he is doing, he is fighting for the right of the down trodden people of this country وہ مقدمہ اس قوم کا لڑ رہے ہیں جو down trodden ہیں اور وہ feudal culture کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔

جناب والا! میں کہوں گا کہ یہ جن لوگوں نے غداری کا الزام الطاف حسین کے اوپر لگایا ہے وہ اس ملک کے سب سے بڑے غدار ہیں۔

جناب چیئرمین۔ چلیں اب بات ہو گئی ہے ۔ آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے ۔ آپ کی بات آ گئی ہے کہ you condemn the resolution of the High Court Bar ۔

جناب مصطفیٰ کمال رضوی ۔ جناب والا! میں اپنی پارٹی کی قیادت کر رہا ہوں مجھے دو منٹ اور دے دیں میں اب conclude کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ۔

جناب مصطفیٰ کمال رضوی ۔ جناب والا! میں کہنا چاہوں گا کہ یہ conspiracy کچھ پنجابی chauvinist لوگ کر رہے ہیں ۔ کچھ chauvinist حکمران کر رہے ہیں اور وہ ملک کو 1971 کی طرف لے جا رہے ہیں جہاں پر پاکستان دو لخت ہو گیا تھا۔ وہ کیوں ہوا تھا کیونکہ وہاں کے لوگوں کے rights کو suppress کر دیا گیا تھا۔ وہاں their rights were ceased to be accepted so Pakistan had broken into two parts میں جناب والا! کہنا چاہوں گا کہ کچھ chauvinist پنجابی اس قسم کے بیانات دے کر they are making Pakistan weak and they are not doing good for the country جناب والا! آپ اس ہاؤس میں بیٹھ کر سن لیں کہ جو ہمارے smaller provinces ہیں ان میں احساس deprivation بڑھتا جا رہا ہے۔ میں کہنا چاہوں گا کہ بنگالیوں کو بھی اسی طرح غدار کہہ کر الگ کر دیا گیا تھا حالانکہ بنگالی بھی اس ملک کا

محب وطن شہری تھا ۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان 15 سالوں کے اندر جتنی حکومتیں بنی ہیں یہ لیڈران الطاف حسین کے پاس جا کر اور گھٹنوں بیٹھ کر political بھیک مانگتے رہے ہیں ۔ اگر الطاف حسین ان لیڈران کو ووٹ نہ دیں تو یہ provinces کے اندر حکومتیں نہ بنا سکیں۔ میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آج سے نہیں بلکہ 1997 سے جتنے لیڈران ہیں they have gone to 90 and to Altaf Hussain ! اگر وہ غدار تھے تو ان سے ووٹ لینے کیوں گئے۔

Mr. Chairman: On a point of order, you have to be direct. You have now said that you are condemning the resolution of the Lahore High Court Bar and that is your point of view. Now, just let the response of the Minister come. اب اتنی لمبی چوڑی تقریر اور ساری history بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ Now, please sit down Rizvi Sahib. آپ کو وقت مل گیا ہے اب کافی ہے ' I have given you time, please sit down now. جی جناب وٹو صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! فاضل سینیٹر نے جو اعتراض فرمایا ہے وہ Lahore High Court Bar کے resolution کے بارے میں ہے۔ اس resolution سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر انہیں اس resolution سے کوئی اختلاف ہے تو قانونی عدالتیں کھلی ہیں۔ وہ وہاں اس کو challenge کرسکتے ہیں' اس کے خلاف اگر کارروائی کرنا چاہیں تو کارروائی کرسکتے ہیں۔ لیکن لاہور ہائی کورٹ بار جو ہے وہ اپنی جگہ پر ایک آزاد ادارہ ہے' کئی دفعہ انہوں نے حکومت کے خلاف بھی قراردادیں پاس کی ہیں۔ حکومت کے بہت سارے معاملات پر وہ تنقید کرتے رہتے ہیں اور اگر ان کے خلاف انہوں نے تنقید کی ہے یا ان کے خلاف کوئی متفقہ resolution پاس کی ہے تو وہ جائیں وہاں protest کریں یا کورٹس میں protest کریں' حکومت کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں۔ ان فاضل دوست کی مثال تو کچھ یوں ہے کہ،

"مگس کو باغ میں جانے نہ دیجیو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا"

جھگڑا تو ان کا لاہور ہائی کورٹ بار ایسو سی ایشن کی قرارداد پر ہے۔ لیکن نزلہ نکال رہے ہیں پنجاب کے خلاف کہ سارے پنجاب نے اس میں ان کے خلاف کارروائی کی ہے ۔ لاہور ہائی

کورٹ بار کے ممبران نے قرارداد پاس کی' آپ اس کے خلاف جو ایکشن قانون کے مطابق' آئین کے مطابق لے سکتے ہیں' لیں۔ لیکن یہ کہ سارے پنجاب کو اس لئے مطعون کرنا یہ ایک ایسے تعصب کو ہوا دینا ہے جو ملک کے مفاد میں نہیں ہے اور میں آپ کو عرض کروں گا کہ پنجاب کا صوبہ اور پنجاب کے عوام سندھ کو اتنا ہی عزیز سمجھتے ہیں' سرحد کو اتنا ہی عزیز سمجھتے ہیں' بلوچستان کو اتنا ہی عزیز سمجھتے ہیں جتنا اپنے پنجاب کو اور عوام کا جہاں تک تعلق ہے ان کو اس سلسلے میں کبھی بھی ایسے تعصب کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ اب یہ ہے کہ اگر کسی وقت وزیر اعظم پنجاب کا ہو تو پنجاب برا ہوجائے اور جب وزیر اعظم سندھ کا ہو تو پنجاب ٹھیک ہے یہ بات بڑی نامناسب ہے جناب والا۔ ہمیں قومی سطح پر سوچنا ہے اور آپ سینیٹر کی حیثیت سے اس معزز پارلیمنٹ کے ممبر' سب سے بڑے ادارے کے ممبر کی حیثیت سے' آپ پر مزید ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اس تعصب کی ہوا کو کم کریں' ختم کریں اور محبت کی فراوانی کریں تاکہ پاکستان محبت کے ساتھ' اپنی یکجہتی کے ساتھ سارے میدانوں میں ترقی کرسکے اور ہم دنیا میں سرخرو ہوں۔

جناب چیئرمین: جی جناب رضا ربانی صاحب۔ پلیز پلیز پہلے رضا ربانی صاحب۔ دیکھیں نان' for God's sake کوئی order تو follow کریں۔ جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Re: NON-ISSUANCE OF THE PRODUCTION ORDER OF SENATOR ASIF ALI ZARDARI

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! آپ کے دونوں points میرا خیال ہے آپ سے ہی متعلق ہیں۔ کیونکہ آج House prorogue ہو رہا ہے تو میں آپ کے سامنے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلی کئی دفعہ سے Leader of the Opposition جو ہیں وہ مختلف سینیٹرز کی اور بالخصوص سینیٹر آصف علی زرداری کی production کے لئے آپ کو لکھتے رہے ہیں۔ جہاں پر دوسرے سینیٹرز کے production orders issue ہوئے ہیں سینیٹر آصف زرداری کے production order issue نہیں ہوئے۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ ان کے production orders issue کرتے رہے ہیں۔ تو میری آپ سے درخواست ہوگی کہ اب جب بھی اگلا سیشن ہو چاہے حکومت کا ہو یا opposition کا requisitioned session تو جس طرح آپ نے پہلے ۔

Mr. Chairman: This issue, Raza Sahib! You can discuss with me in the Chamber, there are some legal difficulties. We will discuss it alone there, than to discuss it here.

میاں رضا ربانی، دوسری بات جناب میں آپ کے توسط سے حکومت کو بتانا بھی چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سیشن میں بھی cCombined opposition نے جس پر تیس سے زائد سینیٹرز کے دستخط تھے اور اس سیشن کے لئے بھی جس پر combined opposition کے 29 سینیٹرز کے دستخط تھے۔ Article 89 کے تحت disapproval of the Ordinance that is the Anti-Terrorism 2nd Amendment Ordinance, 1999 کی دو دفعہ ہم نے resolutions move کی ہیں۔ لیکن یہ حکومت کا کام ہے کہ اس resolution کو order of the day پر لے کر آئے۔ نہ پچھلے سیشن میں یہ حکومت آرڈر آف دی ڈے پر لے کر آئی ہے نہ اس سیشن کے دوران یہ حکومت آرڈر آف دی ڈے پر لے کر آئی ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کیونکہ ان کو کہنا تو فضول ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک تو یہ کہ جو ریزولیوشن ہماری ابھی تک pending ہے اس کا نوٹس اگر waive کر دیں تو وہی چلتی رہے ورنہ we will file another one,but if you be good enough to waive notice تو یہی چلتی رہے گی اور اگلے سیشن میں اگر آپ حکومت کو تنبیہہ کر دیں کہ

if they have to bring it on the order of the day, they can not get away from it, this is our constitutional right under Article 89 to move the resolutation, to discuss it on the floor and to have a vote. If you can succeed in having it disapproved, it will no longer be the law. But they can not deny us this right. So, therefore, I would kindly request you to tell them to bring it on the order of the day.

جناب چیئرمین، جی منسٹر صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، جناب والا یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ اللہ کرے ہم آرڈر آف دی ڈے کے مطابق چلنا شروع کر دیں۔ یہ بہت اچھی بات ہو گی۔

میاں رضا ربانی : آرڈر آف دی ڈے پہ لائیں تو سہی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : اب جناب والا! صورت حال یہ ہے' کہ سات روز ہم یہاں پر لا رہے ہیں transmitted bills۔ لیکن یہ موقعہ ہی نہیں آتا کہ ہم ان کو پیش کر سکیں۔ حزب اختلاف کی طرف سے یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ نہ آئیں۔

میاں رضا ربانی : آپ اپنا اجلاس بلائیں۔

جناب چیئرمین : نہیں ' آپ دیکھیں ناں ' وہ کب بلائیں آج ختم ہوگا آپ کل پھر ریکوزیشن دے دیں گے۔

میاں رضا ربانی : وہ اپنا اجلاس بلائیں' پہلے کئی دفعہ ہوا ہے کہ آپ نے اجلاس کال کیا ہے اور اس کے بعد ریکوزیشن اجلاس ہوا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : ہم اس کے بعد بلائیں گے اور اس میں انشاء اللہ جن جن چیزوں کی ضرورت ہوگی وہ rules کے مطابق ہم سب چیزیں کریں گے۔

Mr. Chairman : O.K. Anything else, anything else.

زاہد خان صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ anything else, anybody else کہیں جی جو دل میں غبار ہے وہ نکال دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : چلیں کہہ دیں' جو غصہ ہے نکال دیں۔ تاکہ آپ کے دل میں بوجھ نہ رہے آج اجلاس ختم ہو رہا ہے ناں آپ غصہ نکال دیں۔

جناب محمد زاہد خان : شکریہ جناب' غصہ تو ------

جناب چیئرمین : کیونکہ میں جب یہاں سے اٹھ کر جاتا ہوں تو نکال دیتا ہوں۔

جناب محمد زاہد خان : نہیں جناب ' آپ تب غصے میں آتے ہیں۔ جب میں کھڑا ہوتا ہوں۔

جناب چیئرمین : نہیں' جب آپ غصہ دلاتے ہیں تو آتا ہے ایسے نہیں آتا۔

جناب محمد زاہد خان ، آپ ذرا مجھے سن لیں۔ اگر آپ مجھے سننا چاہتے ہیں تو سن لیں۔ بعد میں غصہ کر لیں۔

جناب چیئرمین ، جی، جی۔

جناب محمد زاہد خان ، جناب ، جس وقت پیاز کے اوپر بات ہو رہی تھی تو میں نے ہاتھ اٹھایا، تو آپ نے کہا کہ آپ نے پیاز کے اوپر بات کرنی ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے کہا کہ اس کے بعد آپ کو ٹائم دیں گے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا۔ اس کے بعد چانڈیو صاحب اٹھے انہوں نے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا شروع کی تو پھر میں نے ہاتھ اٹھایا آپ نے کہا کہ اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا ۔ پھر آپ نے ٹائم نہیں دیا۔ اس کے بعد جواد ہادی صاحب اٹھے اور اس کے بعد پھر میں نے آپ کو اشارہ کیا کہ جی میں اس لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں آپ نے کہا کہ جواد ہادی صاحب کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔ پھر آپ نے وقت نہیں دیا۔ اس کے بعد تاج حیدر صاحب اٹھے، اس کے بعد پھر میں نے آپ کو اشارہ کیا آپ نے کہا کہ آپ کو وقت دوں گا۔ اس کے بعد بھی ٹائم نہیں دیا۔ جناب ، اب آپ بتائیں کہ آیا میری غلطی ہے یا نہیں۔ آپ بتائیں آپ انصاف کریں۔

جناب چیئرمین ، میں مانتا ہوں کہ میں نے آپ کو ٹائم نہیں دیا اور میں نے جان کر نہیں دیا۔ اور میں نہیں دوں گا جب تک آپ rules کو follow نہیں کریں گے ۔ تو please follow the rules تب ٹائم ملے گا اس سے پہلے نہیں ملے گا۔ لیکن آپ اگر یہ کریں گے تو وقت نہیں ملے گا۔ یہ میرا discretion ہے آپ rules follow کریں گے تو بہت ٹائم ملے گا۔ rules follow نہیں کریں گے تو میں اسی طرح کروں گا۔ اور میرا یہ حق ہے کہ میں کس کو اجازت دیتا ہوں۔ so let him be very clear کہ آپ rules follow کریں تو you will get as much time as anybody else.

جناب محمد زاہد خان ، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین ، لیکن جب میں مسعود کوثر کو ٹائم دیتا ہوں آپ کہتے ہیں کہ کیوں دیا۔ بھئی مسعود کوثر is a member of the House

جناب محمد زاہد خان ، جناب آپ نے میری بات ہی نہیں سنی، آپ نے یہ الزام۔

جناب چیئرمین ، سن لی ہے ناں بات۔

جناب محمد زاہد خان ، میں نے یہ نہیں کہا، میں نے تو آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ آپ مجھے کس کے بعد ٹائم دینا چاہتے ہیں، میں نے تو یہ آپ سے پوچھنا تھا۔

جناب چیئرمین ، طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جب ایک ممبر اپنی بات ختم کرے اس کے بعد آپ اٹھیں، بھئی اس کو میں نے ٹائم دیا، آپ اٹھ جاتے ہیں۔

جناب محمد زاہد خان ، جناب میں کئی دفعہ اٹھا ہوں۔

جناب چیئرمین ، چلیں ٹھیک ہے، آئندہ انشاء اللہ آپ کو ٹائم دیں گے۔

جناب محمد زاہد خان ، آپ اگر انصاف کریں گے تو لڑائی بھی نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین، نہیں کوئی نہیں ہو گی۔ جی جناب حبیب جالب بلوچ صاحب فرمائیے۔

Re: MURDER OF GHULAM SARWAR FURQANI IN QUETTA.

جناب حبیب جالب بلوچ ، جناب چیئرمین ! میں specially Federal Minister کی اور حکومتی بنچوں کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ ایک مہینے سے کوئٹہ میں امن و امان کی صورت حال بگڑتی جا رہی ہے۔ گزشتہ دنوں غلام سرور فرقانی پولیس کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے ہیں، کوئٹہ میں ایک عورت اور ایک بچی زخمی بھی ہوئی تھی۔ بد حواسی کے عالم میں پولیس نے جو اندھا دھند فائرنگ کی اس کے نتیجے میں غلام سرور فرقانی کی موت واقع ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک اخبار فروش بھی قتل ہوا ہے جس کا نام محمد علی ہے۔ اس کے علاوہ ایک طالبہ کو بھی بے دردی سے قتل کیا گیا ہے اور آئے دن ان وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ Car snatching ہے خصوصاً motorcycle snatching ہے۔ کوئٹہ قتل و غارت گری، دہشت گردی کی آماجگاہ بن رہا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی صوبائی گورنمنٹ کو inform کر رہی ہے کہ دہشت گردی

کے امکانات بڑھ رہے ہیں اور آپ لوگ خبر دار رہیں لیکن صوبائی گورنمنٹ ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ لہذا' چونکہ صوبے میں ان کی اپنی pocket government ہے تو ان کو چاہیئے کہ اپنی pocket government کی مدد کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ جناب۔ جناب وزیر صاحب! do you want to respond this? حافظ صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ چلیں منسٹر صاحب! آپ ان کی بات بھی سن لیں' یہ بھی شاید اسی مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں' اس کے بعد آپ جواب دیں۔

Re: VICTIMIZATION OF BUZURG IN VILLAGE ZARBI DISTRICT SAWABI.

حافظ فضل محمد، بہت شکریہ جناب عالی! میں تو سوچ رہا تھا کہ میں کل اس پر بات کر لوں گا لیکن چونکہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے اس لئے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب عالی! صوبہ سرحد کے ضلع صوابی میں زروبی ایک بڑا گاؤں ہے' وہاں تین چار دن سے مسلسل ایسے حالات ہیں جیسے کہ جنگ کے حالات ہوں۔ پولیس نے آس پاس کے پورے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا ہے' جو بھی ان دیہاتوں سے نکلتا ہے اسے پکڑ لیتے ہیں پھر اس کے خلاف جو جی میں آئے مقدمہ درج کر لیتے ہیں۔ معاملہ یوں شروع ہوا کہ سرحد میں ایک میجر عامر ہیں' وہ پہلے پتا نہیں آئی بی میں تھا یا آئی ایس آئی میں تھا' اس کا ایک خاص پروردہ اس گاؤں میں آیا ہے' وہ پہلے ایک چھوٹی سی مسجد میں آیا پھر اس نے فصلیں لگانی شروع کر دیں۔ زروبی میں ایک مفتی فرید صاحب رہتے ہیں جو شیخ الحدیث ہیں اور کافی عرصے سے وہاں پر ہیں۔ دنیا جہاں کے تمام معاملات' فرقہ واریت یا اس قسم کے جھگڑوں سے اگر کوئی شخص لاتعلق ہے تو وہ اکوڑی والے مفتی فرید صاحب ہیں۔ وہ اکوڑی میں تقریباً پچھلے پچیس تیس سال سے ہیں۔ وہ شیخ الحدیث بھی ہیں' بڑے بزرگ ہیں' عالم دین ہیں' مرشد بھی ہیں' لاکھوں انسانوں کے مرشد بھی ہیں اور استاد کل بھی ہیں۔ وہ ان معاملات سے انتہائی بے زار انسان ہیں' ان کے خلاف بھی مقدمات درج کر لئے گئے ہیں۔

وہ بندہ جو ایک چھوٹی سی مسجد میں آگ لگانے یا فساد پھیلانے کے لئے آیا' اس نے

مفتی صاحب کے خلاف فتوے شائع کر دیئے ہیں کہ یہ مشرک ہے، بدتی ہے، فلاں فلاں ہے، پتا نہیں کیا کیا کہہ رہا ہے۔ وہاں کے لوگوں کو مفتی صاحب نے بمشکل دو تین دفعہ control بھی کیا لیکن اس کے باوجود وہاں پر فائرنگ بھی ہوئی تھی، اس گاؤں کا ایک شخص جو مفتی صاحب کے خاص مریدوں میں سے تھا وہ شہید بھی ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود تمام cases ان کے خلاف بنائے جا رہے ہیں۔ دیکھیں! یہ کیسے حالات ہیں؟ خدا کی قسم! ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی کہ اس قسم کا بندہ بھی ان کے شر سے محفوظ نہیں۔ ہم کہاں جائیں، کہاں دفن ہو جائیں، کہاں بھاگ جائیں، کس جنگل میں جائیں، کس پہاڑ میں جائیں۔ دیکھیں! وہ اس قسم کا شخص ہے کہ اگر آپ اس کے بدترین مخالف سے بھی پوچھیں گے تو وہ بتائے گا کہ ایک چیونٹی کو بھی انہوں نے کبھی تکلیف نہیں دی۔ اجمل خان خٹک صاحب انہیں جانتے ہوں گے۔ وہ انتہائی بے داغ شخصیت کے انسان ہیں لیکن اس کے باوجود ان لوگوں نے ایک فتنہ کھڑا کر دیا ہے اور اس سازش کے پیچھے باقاعدہ میجر عامر معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے وہ بندہ بھیجا ہے۔ اب ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ خدا را! اس ملک کو کسی طریقے سے چلائیں۔ ہم بھی تو انسان ہیں، ہمارے بھی تو جذبات ہیں۔ اگر جذبات بھڑک اٹھے تو کس طرح آپ انہیں control کریں گے؟ اس معاملے کا کیا کریں۔ وزیر داخلہ صاحب تو موجود نہیں۔ اب وٹو صاحب سے گزارش ہے کہ آپ خصوصی طور پر وہاں کے وزیر اعلیٰ سے رابطہ کریں، چیف سیکریٹری سے رابطہ کریں لیکن اتنے معزز لوگوں کے خلاف اتنا ہتک آمیز انداز کہ پورے گاؤں کو محاصرے میں لیا ہوا ہے---

جناب چیئرمین، گاؤں کا نام کیا ہے؟

حافظ فضل محمد: گاؤں کا نام زروبی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ ضلع صوابی میں ہے۔

حافظ فضل محمد: جی۔ یہ ضلع صوابی میں ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! اس کا پتا کریں۔ بعض ایسی چیزیں ہیں which need to be settled.

میاں محمد یسین خان وٹو: جناب! یہ دونوں معاملات صوبائی حکومتوں سے متعلق ہیں، کوئٹہ والا بھی اور یہ سرحد والا بھی۔ جونہی میرا رابطہ ہوتا ہے انشاء اللہ میں وزیر داخلہ کو اس

سلسلے میں بتا دوں گا اور عرض کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں پتا کر کے بتائیں۔

جناب چیئرمین، آپ خود نوٹ بھیج دیں تا کہ وہ آگے بھیج دیں۔ اگر آپ زبانی بات کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ انہیں بات بھول جائے ۔ آپ ایک نوٹ directly بھیج دیں۔ You are a Minister for Parliamentary Affairs. ان دو چیزوں پر مہربانی کر کے ہمیں رپورٹ دیں۔ جناب مسعود کوثر صاحب! مختصر کریں کیونکہ سارے پریشان ہو رہے ہیں۔

سید مسعود کوثر، جناب چیئرمین! بہت ہی مختصر بات کروں گا۔ میں وزیر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ تین ہفتہ کی بات ہے کہ میں اسلام آباد کی ایک مارکیٹ میں کچھ خرید و فروخت کر رہا تھا تو ساتھ ہی ایک مسجد میں جمعہ کا خطبہ ہو رہا تھا۔ میں تو غیر اہل سنت ہوں، میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ جتنی گندی اور غلط باتیں اس مسجد سے اہل تشیع کے بارے میں کہی گئی ہیں۔ مجھے شرم آ رہی تھی۔ اسلام آباد جیسی جگہ میں، اگر وزیر داخلہ کی ناک کے نیچے اگر کسی مسجد میں اس قسم کے خطبے پڑھے جاتے ہیں تو دوسرے علاقوں کو تو ہم پھر بھی کچھ کہہ سکتے ہیں۔

تو میں وزیر صاحب سے اور حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم اسلام کی جو مساجد ہیں، ان میں جو خطبے دیئے جاتے ہیں وہ عین اسلامی ہونے چاہییں۔ یہ فرقہ وارایت کے خطبے اور خاص طور پر وہ مولوی صاحب جو کچھ فرما رہے تھے، شاید اور ایسا نہ کرتے ہوں، اس سے مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی ایجنسیاں اور حکومت خود اتنی بے بس ہے کہ ان کی ناک کے نیچے اس قسم کے خطبے دیئے جاتے ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ تو میں اسی سلسلہ میں ان سے درخواست کرتا ہوں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، جی اگر آپ مسجد کا نام بتا دیں۔

سید مسعود کوثر، میں وہاں کبھی گیا نہیں ہوں، لیکن پتا کر کے بتا سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی یہ ٹھیک۔ جی بلیدی صاحب فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے کہ گزشتہ دنوں پی آئی اے کے چیئرمین نے مہربانی کرتے ہوئے بلوچستان کے لئے کرایوں میں کمی کے ایک پیکیج کا اعلان کیا تھا۔ میرا اس سلسلہ میں سوال بھی موجود ہے کہ میں نے مکران ۔ کراچی ۔

کوئٹہ کے لئے پوچھا تھا جو کہ پسماندہ علاقہ ہے اور کراچی سے مکران روڈ کی جو حالت ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر کوئی وہاں سفر کرے تو وہ ہسپتال کا مہمان بن جاتا ہے۔ جو نوٹیفکیشن ہوا ہے ' اس میں مکران کا ذکر نہیں ہے۔ انہوں نے میرے سوال کے جواب میں کہا تھا کہ یکم اکتوبر سے خاص طور پر مکران کے لئے میں concession کا اعلان کروں گا۔

تو میں یٰسین خان وٹو صاحب سے کہتا ہوں کہ پی آئی اے کے چیئرمین کے نوٹس میں یہ بات لائیں کیونکہ یہ ان کا اپنا وعدہ ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ میں یکم اکتوبر سے اس کا اعلان کروں گا اور اس میں مکران کا بالکل ذکر ہی نہیں ہے۔ ابھی جو جہاز مکران سے کراچی ۔ کوئٹہ آ رہے ہیں وہ سیٹیں ساری خالی ہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اتنا کرایہ ادا نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارا بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ اس کو بھی حل کرا دیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب یہ بھی نوٹ کر لیں جی' ان کا جو مکران کا مسئلہ ہے۔ anything else ٹھیک ہے جی۔

In exercise of powers conferred by Clause 3 of Article 54 read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on Monday, 4th October, 1999.

Sd/-

(Wasim Sajaad)

Chairman Senate

[The session was prorogued sine die]